مجربات نوری قادری

حصہ اول

عملیات وروحانیات

﴿از قلم﴾
مناظر ختم نبوت ومعالج روحانی
غلام نبی قادری نوری
صدر ختم نبوت فورم وبزم نورانی اکیڈمی پاکستان

فہرست

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صلی علی سیدنا محمد و علی آلہ محمد وبارك وسلم

معزز قارئین محترم!

الحمداللہ! اللہ عزوجل نے مجھے اپنے حبیب ﷺ اور آل محمد ﷺ پنجتن پاک و اولیاء رحمتہ اللہ کے توسل سے یہ شرف بخشا کہ میں آج اپنی عرصہ دراز کی محنت تحقیق اور مشاہدات ونظریات آپ کی نذر کرنے میں کامیاب ہوا، دراصل عملیات وروحانیات کی دنیا میں لاکھوں کتب موجود ہیں لیکن ہماری بدقسمتی کہ کاش البرنی، علامہ القندس الزہراوی، محمد بن ابوسعید، اواحساس احمد بوٹی کے بعد کسی نے تحقیقی میدان میں کوئی کام نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے شائقین علم وعمل در بدر ٹھوکریں کھانے اور گمراہ ہونے پر مجبور ہوتے چلے گئے، جوکہ تاحال بھی سلسلہ جاری ہے۔

اور ہماری بدقسمتی کہ عرب عاملین کی نقل شدہ کتب کی نقول تیار کر کے ہم اپنی نسلوں تک عملیات وفن روحانیات پہنچا رہے ہیں جس میں سفلیات ونوارانیات کی کوئی پہچان نہیں رہی، اسی لیے میں نے ضرورت محسوس کی کہ اس موضوع پر اپنے تمام تر تحقیق وعلمی سورسز سے ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جو آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہو اور ہر عامل وعالم یہ جان پائے کہ آخرکار حقیقت عملیات وروحانیات کیا ہے اس کی بنیاد وحقیقت کیا ہے، اسی عزم کے زیرتحت فقیر نے اس کتاب کو آٹھ حصوں پر مشتمل کرنے کا ارادہ کیا ہے

جس کا پہلا حصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، لیکن ایک وضاحت کرتا چلوں کہ میں کوئی پیر، عامل، عالم، ماہر روحانیات وعملیات ہرگز نہیں، صرف ایک مجسں تحقیق طالب علم ہوں جو اپنی علمی بصیرت وتحقیق کے پیش نظر اپنے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں رہنمائی آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں، اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ مولائے کائنات باب العلم حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ کرم کا کمال ہے اب تک متعدد محققین اس کتاب کو عزت افزائی سے نواز چکے ہیں، آپ احباب سے بھی گزارش ہے کہ فقیر کی اس عاجزانہ کوشش پر اپنا تبصرہ لازم دیجیے گا۔

تاکہ آئندہ آنے والے حصوں میں اس پر تدوین وترمیم کی جاسکے، الاخیر یہ کتاب میرے بزرگان کی نگاہ کرم، آل پاک کی شفقت وفضل اور حضور ﷺ کی نگاہ کرم وفضل کا ایک نایاب تحفہ ہے جو آپ کی زیر نظر ہے اللہ عزوجل تمام مومنین بہن بھائیوں کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

منجانب:

مناظر اہلسنت وروحانی معالج

خادم غلام نبی قادری نوری

0306-5004800

کتاب کی کچھ وضاحتیں

اس کتاب میں مندرج تراکیب وتفصیلات کی آسانی اور سمجھانے کی غرض سے تمثیل اختیار کی جائے گی ،یعنی عابد،سوزن ،بابا، پیر، کی طرح کے الفاظ تمثیلی طور پر ہوں گے کیونکہ مختلف موضوعات مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں تو سمجھے میں آسانی کے لیے ناموں کا استعمال کیاجارہاہے،

نیز اس میں سفلیات پر جو گفتگو ہوگی اس کا مقصد صرف اگہی ہے، بلیک میجک کرنا اور کروانا دونوں شرعی لحاظ سے کفر وحرام ہیں اس لیے مثبت انداز میں مطالعہ سے لطف اندوز ہوں۔

منجانب:

مناظر اہلسنت وروحانی معالج

خادم غلام نبی قادری نوری

0306-5004800

روحانیت اپنی اصل میں کیا ہے؟

کائنات کی ہر شئے ایک خاص آفاقی دہن پر محو رقص ہے، روحانیت دل و دماغ کی تال کو اس آفاقی تال سے ملانے کا نام ہے کہ جو نا تو ریاضات کی محتاج ہے نا اشغال کی اور نا ہی سلوک کی۔ یہ کرنے کی نہیں بلکہ نا کرنے یا ڈوب جانے کی بات ہے۔

نا کرنے کی اس لئے کہ ہمارا دل و دماغ وقت پیدائش سے سن بلوغت تک قدرتی طور پر اس تال پر محو رقص تھا، جسکو ہمارے کرنے نے اس تال سے ہٹا دیا، جب ہم نہیں کرتے تو یہ خود بخود اپنی اصل حالت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

روح کی اصل حقیقت کیا ہے؟

یسئلونك عن الروح

اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

قل الروح من امر ربی

کہہ دیجئے کہ روح میرے پرورد گار کا امر ہے۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

اور تم کیا سمجھو گے روح کو تمہیں قلیل علم عطا ہوا ہے۔

مولی علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

الروح فی البدن، کالمعنی فی اللفظ

روح بدن میں ایسا ہوتی ہے جیسا لفظ میں معنی ہوتا ہے۔

روح کی کئی اقسام میں جب تک انکو نہ سمجھا جائے گا روح سمجھ میں نہیں آئے گی۔

ہم جس روح کو جانتے ہیں وہ روح بخاری ہے یہ نطفہ، خون اور غذا کی محتاج ہے۔ اسکے بغیر اسکا وجود اور بقا دونوں نا ممکن ہیں، یہ جس طرح انسان میں موجود ہے اسی طرح کتے اور خنزیر میں بھی موجود ہے۔ کیا عقل میں یہ بات سما

سکتی ہے کہ نجس العین میں جو روح ہے اللہ اسے اپنا امر کہے؟

یہ روح بخاری یا روح حیات ہے جسکو لوگ روح امری سمجھتے ہیں حالانکہ روح امری اس سے بھی بلند ہے۔

انسان تین چیزوں کا مجموعہ ہے اور تین ہی عالم ہیں۔ جسم، روح اور نفس۔ دنیا برزخ اور آخرت۔ نفس نا تو سارا کا سارا روح جیسا ہے اور نا ہی سارا کا سارا جسم جیسا، یہ کچھ کچھ روح جیسا ہے اور کچھ کچھ جسم جیسا، یہ جسم کو روح کے ساتھ گوندھ کر رکھتا ہے یہی سبب ہے کہ جیسے ہی نفس کو موت آتی ہے جسم و روح کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے۔

کل نفس ذائقة الموت۔ (قرآن)

جسم خاک میں مل جاتا ہے، نفس برزخ میں اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزاء کا سامنا کرتا ہے اور روح آخرت میں۔

ارواح کی اقسام کچھ یوں ہیں۔

روح بخاری

روح امری

روح منہ

روح القدس

روح کلی

پس روح بخاری برزخ ہے جسم اور روح امری کے درمیان، روح امری برزخ ہے روح بخاری اور روح منہ کے درمیان، روح منہ برزخ ہے روح امری اور روح کے درمیان، اور روح القدس برزخ ہے روح منہ اور روح کلی کے درمیان۔ اور روح کلی برزخ ہے بندے اور خدا کے درمیان۔

روح امری فرشتوں میں ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے۔

فالمقسمات امرا

قسم ہے امر تقسیم کرنے والے فرشتوں کی۔

کیونکہ امر کن سے ہوتا ہے اور کن مادے کی علت ہے یعنی کن وہاں ہوتا ہے کہ جہاں مادہ نا ہو۔

فالمدبرات امرا

قسم ہے امر کی تدبیر کرنے والے فرشتوں کی

فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین

جب میں آدم کے اعضاء وجوارح لگا چکوں اور جب اس میں وہ روح پھونک چکوں جو مجھ سے ہے تو اسے سجدہ کرو۔

پس ثابت ہوا کہ آدم کی روح فرشتوں کی روح سے افضل ہے وگرنہ خدا کبھی اسکو سجدہ کرنے کا نا کہتا۔ تو یہ روح روح منہ ہے جو آدم کو عطا ہوئی۔

لقد اعطینا عیسی ابن مریم البینات وایدناه بروح القدوس

ہم نے عیسی علیہ السلام کو کھلے معجزات عطا کئے اسکی تائید کی روح القدس کے ساتھ۔ یعنی عیسی علیہ السلام کے اندر جو روح منہ ہے وہ روح القدس کی محتاج ہے، پس ثابت ہوا کہ روح القدس روح منہ سے بھی افضل ہے

ارواح قدسی وکلی کون ہیں؟

اسکو سمجھنے کے لئے مولی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرتا ہوں۔ فرمایا

روح جبرائیل اور میکائیل دونوں سے بڑی مخلوق ہے، وہ رسول ﷺ کے ساتھ تھی آجکل ہمارے ساتھ ہے۔

ہم روحانیت کیسے حاصل کریں؟

روحانیت عبادت سے ملتی ہے؟ نہیں۔ عبادت تو فرض ہے۔ وہ تو کرنی ہی ہے۔ روحانیت عبادت سے ملتی تو ہر مسجد کا امام ولی ہوتا کیونکہ کسی بھی علاقے میں ایک مسجد کے امام سے زیادہ کسی کے لئے عبادت گزار ہونا ذرا مشکل ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ایک گھنٹہ کسی عالم کی صحبت میں گزارنا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

کیونکہ "روحانیت" مادیت سے افضل ترین ہے لہذا اسکے حصول کے لئے بھی افضل ترین عمل کی ضرورت ہے، اور وہ

عمل ہے حصول علم

آدم کا دنیا میں خلیفہ بننا بھی اسی علم کے سبب قرار پایا کہ جس سے فرشتے ناواقف تھے۔اور علم پر زور اس لئے دیا گیا کہ علم ہی وہ واحد ذریعہ ہے کہ جو انسان کو دیگر مخلوقات سے اشرف بناتا ہے۔افضلیت کا یہ منصب" عرفان" کی منازل طے کئے بغیر نہیں ملتا۔اعمال کو کتب سے رٹ کر ایک نئی کتاب یا فیس بک کے گروپ میں نقل کر دینا علم نہیں ہے۔

علم تحقیق سے حاصل ہوتا ہے۔تحقیق کے لئے متعدد اقسام کے علوم حاصل کرنا پڑتے ہیں،اسکے بعد ان علوم میں سے مختلف حقائق کو کشید کر کے آپس میں مربوط کیا جاتا ہے پھر اسے تجربات کی کسوٹی پر پرکھ کر مزید نتائج حاصل کئے جاتے ہیں تب جا کر انسان کی نظر کے سامنے سے حجابات سرکنے کا عمل شروع ہوتا ہے۔اور انسان اس قابل ہوتا ہے کہ عملی طور پر خدمتِ خلق کر سکے۔ایک ڈاکٹر برسوں پڑھائی کرنے کے بعد اس قابل بنتا ہے کہ کسی مریض کا علاج کر سکے،اسکے لئے اسے کسی اعلی تعلیمی ادارے سے طب کی مکمل تعلیم حاصل کرنا پڑتی ہے۔اسکے بعد برسوں دیگر ڈاکٹر حضرات کی زیر نگرانی کسی ہسپتال میں ہاؤس جاب کرنے کے بعد وہ اس قابل ہوتا ہے کہ اپنا خود کا کلینک کھول سکے۔اسکے مقابل نام نہاد حلیم چند کتابچے اور مرحوم دادا کی ڈائری پڑھ کر بندے مارنا شروع کر دیتا ہے۔آپ سمجھ گئے ہونگے کہ میرا اشارہ کس کی طرف ہے۔تو فرق ہے۔علم کی منزلت کو پہچانے بغیر روحانیت کا حصول ناممکن ہے۔عبادات کی اہمیت سے نعوذ باللہ انکار کرنے والا کافر ہے لیکن وہ تو فرض ہے وہ تو کرنا ہی ہے۔

انا مدینة العلم و علی بابها.

میں ﷺ علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اسکا دروازہ۔

اس حدیث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ رسول ﷺ تک پہنچنا علی رضی اللہ عنہ کے وسیلے کے بغیر ناممکن ہے۔اس وسیلے کی مدد سے ہی علم ملتا ہے اور علم انسان کو روحانیت کے لئے اہل وحقدار بناتا ہے۔علم کے بغیر شیطانیت تو مل سکتی ہے لیکن روحانیت نہیں۔

حکیم، درویش، پیر، عامل کامل، روحانیت کے تمام دعوی دار اگر کسی قابل ہیں تو آئیں اور میری طرح اس پلیٹ فارم پر دس لوگوں کا علاج کر کے دکھائیں۔شرط یہ ہے کہ لوگوں کو پڑھنے کے لئے نقل شدہ اعمال نا دیں بلکہ

اپنی روحانی قوت کہ جس کے دعویٰ دار ہیں اسکا استعمال کر کے علاج کریں۔ روحانیت ہے تو اپنی وال پر کتب سے اعمال نقل کرنا بند کریں اور اپنے مستجاب الدعوات ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ مجھے گالی دینے سے یا بُرا بھلا کہنے سے آپ روحانیت حاصل نہیں کر پائیں گے۔ علی رضی اللہ عنہ اور انکی آل سے بغض رکھنے والے شیطانیت کے علمبردار تو ہو سکتے ہیں تاہم روحانیت سے انکا دور کا بھی واسطہ ناممکن ہے۔

علی رضی اللہ عنہ سروردان گلشن رشدو ہدایت ہے
علی رضی اللہ عنہ مولائے امت ہے علی شاہ ولایت ہے

تعویزات کے پیچھے حقیقت

آپ نے سنا ہو گا کہ فلاں مقام پر تعویز دفن ہے جب تک وہ نا نکلے گا جادو کا اثر ختم نا ہو گا۔ عموماً ایسے تعویز مطلوب کے گھر یا اسکے آس پاس دبائے جاتے ہیں۔ یہ تعویز کیا ہوتے ہیں۔ دراصل ان تعویزوں کی حیثیت ایک گیٹ وے کی ہوتی ہے جہاں سے شیاطین اور جنات تھرڈ ڈائمینشن میں یعنی مطلوب کے گھر اور اسکی زندگی تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ جنات اور شیاطین کو کیونکہ اپنے ارادے کے تحت انسانوں کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہے لہٰذا یہ دیگر شیطان نما انسانوں کو استعمال کرتے ہیں جب عامل کا ارادہ کسی دوسرے انسان کو نقصان پہنچانے کے لئے شیطان کے ہمراہ ہو جاتا ہے تو شیطان اس قانون سے بَری ہو جاتا ہے کہ جسکے تحت وہ کسی انسان کو براہ راست کوئی جسمانی یا مالی نقصان پہنچانے سے قاصر ہوتا ہے۔

یہ گیٹ وے کیسی قسم کے ہوتے ہیں جیسے مختلف تحائف جو عاملین مطلوب کو دیتا ہے۔ اسکے علاوہ شیاطین گھروں میں موجود آئینوں کو ایک گیٹ وے کی صورت میں استعمال کر سکتا ہے۔ دیگر اشیاء میں مطلوب کے جسم کے اعضاء جیسے بال، ناخن وغیرہ بھی شیاطین کی پسندیدہ گیٹ وے ہیں۔ تعویذات انہی کی ایک قسم ہے۔

تعویز کی طبع متعلقہ جن کی طبع کے مطابق تیار کی جاتی ہے بمطابق عمل جیسے آتش، باد، آب اور خاک۔ جنات ان چار اقسام کے ہوتے ہیں۔

جلالی و جمالی پرہیز کی لاجک

دین اسلام میں جو شے حلال ہے وہ حلال ہے اور جو حرام وہ حرام، حلال شئے کو خود پر حرام کرنا بغیر کسی عذر شرعی یا طبی جائز نہیں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ جنات کی غذا انسانوں کی چھوڑی ہوئی ہڈیاں ہیں تو جب جنات خود ترک حیوانات پر قائم نہیں تو دوران عملیات انسان کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ وہ ترک حیوانات کرے، تاہم اقوال آئمہ کے مطابق مومن کے لئے نصیحت ہے کہ اپنے شکم کو حیوانات کا قبرستان مت بناو، قول آئمہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہذاء دوران عمل بلکہ روزمرہ کی زندگی میں بھی گوشت کا استعمال کم رکھیں۔ وہ خوراک جو اسلام کے آغاز یعنی دعوت ذوالعشیرہ کے دستر خوان کی زینت بنی ہو کہ جسکی تیاری مولی علی رضی اللہ عنہ نے اور میزبانی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہو اسکو خود پر حرام کر کے آج کا مسلمان کونسی روحانیت حاصل کرنا چاہتا ہے، میری سمجھ سے تو یہ مسئلہ باہر ہے۔

باقی جہاں تک ملائک یا مؤکلین کا سوال ہے تو وہ خوراک کا استعمال سرے سے نہیں کرتے نیز کیونکہ وہ معصوم ہوتے ہیں لہذاء امر ربی کے برخلاف عمل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ احادیث میں گوشت کو کھانوں کا سردار قرار دیا گیا ہے اور قرآن پاک نے اسکو حلال جانا ہے تو ممکن ہی نہیں کہ ملائک ان کے استعمال کرنے والوں کو زک پہنچائیں۔

لہذاء پرہیز وغیرہ خوراک کی حد تک بس اتنا ہے کہ گوشت کم کھائیں اور شکم سیری سے بھی اجتناب فرمائیں، گناہ کبیرہ سے حتمی طور پر پرہیز کریں، انسان غلطیوں کا پتلہ ہے اگر گناہ نا کرے تو معصوم کہلائے جو صرف انبیاء اور اللہ کے مقربین ملائکہ بلافصل کا وصف ہے، تاہم کم سے کم گناہ کریں اور احساس گناہ کو ختم مت ہونے دیں۔ غلطی ہوتے ہیں فوراً توبہ کریں اور استغفار کریں۔ سورہ توبہ اور سورہ نور کی تلاوت کو معمول بنائیں۔ مولی علی رضی اللہ عنہ کی ولایت و نگاہ شفقت و کرم اور سلسلہ محبت پر کامل اعتماد رکھیں۔ اور حضور ﷺ کی ذات پر درود پاک کی کثرت کریں کوئی وجہ نہیں کہ آپ ناکام ہوں۔

subconscious mind to conscious mind

۞ شعور، لاشعور اور تحت الشعور انسانی دماغ کے تین مختلف افعال ہیں۔ شعور ظاہری اور لاشعور باطنی فعل ہے۔ شعور کی مثال کمپیوٹر سی پی یو کی ہے جو معلومات کو پروسیس کرتا ہے۔ لیکن معلومات کو سٹور نہیں کر سکتا یعنی اس میں معلومات کا ذخیرہ وقتی طور پر ہوتا ہے۔ لاشعور معلومات کو پروسس بھی کرتا ہے اور سٹور بھی کرتا ہے۔ جبکہ تحت الشعور صرف اور صرف معلومات کو سٹور کرتا ہے۔

۞ اب ہوتا یہ ہے کہ ہمارے ارد گرد جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ہمارے حواس خمسہ کے ذریعے سے ہمارے شعور میں جاتا ہے جو ہمارے کلچر، مذہب، ایمان، تربیت، رہن سہن کے فلٹرز سے چھن کر شعور کی سطح پر اجاگر ہوتا ہے اور شعور اسکا کوئی مطلب اخذ کرتا ہے۔

۞ شعور اور لاشعور کے فنکشن کو سمجھنے کے لئے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کسی جگہ پہلی دفعہ جاتے ہیں تو آپکو راستہ کھلی آنکھوں اور پورے ہوش وحواس سے طے کرنا ہوتا ہے لیکن جب آپ متعدد بار کسی ایک ہی جگہ جاتے ہیں تو آپکا شعور اس سارے پروسس سے لاپرواہ ہو کر اسے لاشعور کے حوالے کر کے لاتعلق ہو جاتا ہے پھر آپکا لاشعور آپکو بتاتا ہے کہ آگے سے مڑ جاؤ اور 1 کلو میٹر کے بعد بایاں موڑ لے لو وغیرہ۔

۞ لاشعور اور شعور میں وہی فرق ہے جو ایک کیلکولیٹر اور سپر کمپیوٹر میں ہوتا ہے۔ لاشعور آپکے تمام جسم کو چلاتا ہے جیسے دل کا دھڑکنا، پھیپھڑوں کا پھیلنا اور سکڑنا، بھوک کا وقت پر لگنا، نیند آنا ہر فعل لاشعور کے ذمہ ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ لاشعور کی طاقت کیا ہے۔

۞ ہماری یادداشت شعور سے لاشعور میں محفوظ ہو جاتی ہے اسکے بعد جب وہ کافی عرصے تک استعمال نہیں ہوتی تو بالآخر تحت الشعور میں چلی جاتی ہے۔ یادداشت محفوظ ہوتے وقت دماغ اس یادداشت یا واقع سے متعلق انسانی جذبات کی شدت کے مطابق یادداشت کو محفوظ کرتا ہے جذبات جتنے شدید ہوں یادداشت اتنی ہی آسانی سے بوقت ضرورت شعور کی سطح پر آجاتی ہے۔

بالکل ویسے جیسے ہارڈ ڈرائیو سے ڈیٹا ریم میں لوڈ ہوتا ہے۔ اور سی پی یو اسکو پروسیس کرتا ہے۔

۞ شعور سے کیا گیا فیصلہ اتنا درست نہیں ہوتا کیونکہ شعور کمزور ہے لاشعور مضبوط لاشعور کو دل کی آواز بھی کہہ سکتے ہیں یا الہام سے بھی تشبیح دی جا سکتی ہے کیونکہ لاشعور کا تعلق ہماری ہائر سیلف سے ہوتا ہے۔

۞ لاشعور کی طاقت کا اندازہ آپ اپنے خوابوں سے لگا سکتے ہیں خواب کتنے creative ہوتے ہیں آپ جاگتے ہیں ایسا خواب نہیں بن سکتے۔ شاعر کو آمد ہونا لاشعوری کوشش ہے ایجادات لاشعور کی کارستانیاں ہیں۔

یہ ایک چھوٹا سے تعارف تھا جو شاید میں تقریر کی صورت میں بہتر طریقے سے گوش گزار کر سکتا۔

انا یعنی (ego) کیا ہے؟

ہماری انا شعور پر حاوی ہو کر جو کچھ سوچتی ہے اسے لاشعور ایک فرمانبردار بچے کیطرح سیکھتا جاتا ہے جو نتیجتاً منفی خیالات منفی سوچ کو اور منفی سوچ منفی اعمال کو جاری کرتی ہے لاشعور ہماری فطرت ثانیہ ہے لہٰذا منفی طرز عمل اس میں ہر اس وقت جھلکتا ہے جب شعور لاشعور کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ اس لئے لاشعور کی بہتر تربیت بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ایسا بدمست ہاتھی ہے جسے شعور اپنے کمزور اور ناتواں ہاتھوں سے قابو نہیں کر سکتا۔ البتہ اسکی تربیت ضرور کر سکتا ہے بالکل ویسے جیسے کمزور مہاوت اپنی کمزور لاٹھی سے ہلکی ہلکی ضربیں لگا کر دیو قامت ہاتھی کو اپنے اشاروں پر ناچنے پہ مجبور کر دیتا ہے۔

۞ ہماری ”انا“ یعنی” ego ”شعور پر تصرف حاصل کر کے اسے جس جس باطل سوچ میں مبتلا کرتی ہے لاشعور اسے ایک فرمانبردار طفل کی مانند سیکھتا چلا جاتا ہے۔ پھر منفی خیالات منفی سوچ کو اور منفی سوچ منفی اعمال کو بشر کی فطرت ثانیہ میں گوندھ دیتے ہیں۔ ایسے انسان میں منفی طرز عمل ہر اس لحظہ جھلکتا شعور غفلت جھلکتا ہے جب جب میں مبتلا ہو کر لاشعور کو من مانی کی اجازت دیتا ہے یا اسکی طوفانی طاقت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اسی سبب کے تحت لاشعور کی بہتر تربیت بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ایسا بدمست ہاتھی ہے جسے شعور اپنے کمزور اور ناتواں ہاتھوں سے قابو نہیں کر سکتا۔ البتہ اسکی تربیت ضرور کر سکتا ہے بالکل ویسے جیسے ناتواں مہاوت کمزور لاٹھی سے ہلکی ہلکی ضربیں لگا کر دیو قامت ہاتھی کو اپنے اشاروں پر ناچنے مجبور کر دیتا ہے۔

درحقیقت عامل کون ہوتا ہے؟

۞ بات کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ عامل کی تعریف کیا ہے۔ ہر وہ شخص جو کسی بھی عمل کو سرانجام دیتا ہے، عامل ہے۔ نماز پڑھنا ایک عمل ہے تو نمازی عامل نماز ہے اور اس عمل کے ردعمل میں جنت میں محلات اور باغات کی تخلیق کی علت قرار پاتا ہے بشرطیکہ نماز کی تمام شرائط کو بطریق احسن اور اللہ کی قربت کی نیت سے سرانجام دے، نماز پڑھنے سے پہلے وضو کرنا ایک عمل ہے اور اس عمل کے نتیجے میں وضو کے پانی کے قطروں سے فرشتوں کی تخلیق ایک ردعمل ہے، عمل نیک تو مثبت انرجی میں اضافہ، عمل بد تو منفی انرجی میں اضافہ، آپ نے جھوٹ بولا، غیبت کی تو نا صرف شیاطین خوش ہو کر آپکے قریب آیا بلکہ دوزخ میں ایک سانپ یا بچھو آپکی آؤ بھگت اور خدمت گزاری کے لئے خلق ہوگیا، گویا آپکا ہر عمل آپکی نیت کے مطابق مثبت یا منفی قوتوں کو نا صرف اپنی طرف متوجہ کررہا ہے بلکہ مشیت الٰہی کے تحت عدم سے تخلیق بھی کررہا ہے۔

۞ اس تمہید سے پتہ چلا کہ جو کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کے نورانی یا سفلی ورد یا منتر کا جاپ کرتا ہے، عامل ہے، اور ہر عمل کا ردعمل تمہید بالا سے ثابت ہے، احباب کا یہ کہنا کہ بھائی ہمارے پاس تو کوئی مؤکل نہیں ہم تو سیدھے سادھے بندے ہیں، جہالت ہے۔ ان اندھوں کو معلوم ہی نہیں کہ ہر منتر کے جاپ سے یہ سفلی مؤکلین کی ایک ٹڈی دل فوج کو اپنے ناپاک مقاصد کے حصول کے لئے اپنے ساتھ کرتے چلے جارہے ہیں۔ اور بظاہر سمجھ رہے ہیں کہ یہ اکیلے ہیں۔

۞ اسی طریق سے احادیث سے ثابت ہے کہ قرانی آیات کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ فوری فرشتوں کو انسانوں کی مدد اور نصرت کے لئے معمور کردیتا ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی حقیقت نہیں ہے، سب جانتے ہیں۔ تو موکل ہر شخص کے پاس ہے، اسے علم ہو یا نا ہو۔ کیونکہ جب شمع روشن ہوتی ہے تو پروانے آہی جاتے ہیں۔ آپ قرانی اعمال کریں تو ملائک آپکو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور شیطانی اعمال کریں تو شیاطین، یہ بہت ہی آسان فہم بات ہے جسے میں نے بہت ہی سلیس اردو میں قارئین کے لئے بیان کردیا ہے۔ اب بھی کوئی نا سمجھے تو وہ اپنی عقل کا علاج کروائے، کیونکہ اس سے زیادہ سہل انداز میں میرے لئے ان پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانا ممکن نا ہوگا۔

حقیقت تسخیر

تسخیر کچھ بھی نہیں ہوتی یہ ایک محبت کا رشتہ ہوتا ہے جو شیطان، شیطان صفت لوگوں کے شیطانی اعمال اور جنتر منتر کی صورت میں کی گئی پوجا پاٹ سے خوش ہو کر مراعات کی صورت میں اپنے چیلے چانٹوں کی فوج کو ان بدکردار جادوگروں کے حوالے کرتا ہے، اور نیک وصالح لوگوں کی نیک نیتی اور خدمت خلق کے جذبے سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد ونصرت کے لئے نیک ارواح، بزرگ جنات اور ملائک کو انکے ہمراہ کر دیتا ہے۔ اللہ کو نا تو فرشتوں کی ضرورت ہے اور نا ہی اسکے پاس اس مخلوق کی کمی۔ اب جنکی باطنی آنکھ کسی سبب کے تحت بیدار ہوتی ہے وہ اپنے اردگرد موجود مثبت ومنفی قوتوں سے نا صرف آگاہ ہوتے ہیں بلکہ ضرورت پڑنے پر ان سے بھرپور مدد بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ جو اس نعمت سے محروم ہیں انکی امداد کے لئے بھی یہ قوتیں ہر وقت فعال رہتی ہیں تاہم گفتگو نا ہونے کے سبب محبت کا رشتہ اتنا مضبوطی سے استوار نہیں ہو پاتا کہ جتنا ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اپنے ساتھ ہر وقت موجود مخلوق کی موجودگی سے نا صرف آگاہ ہوتے ہیں بلکہ ان سے بات چیت کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور یہ بڑی سامنے کی بات ہے کہ جس سے بات چیت بڑھ جائے اس سے انسیت بھی بڑھ ہی جاتی ہے پھر چاہے وہ مخلوق شیطانی ہو یا ربانی۔ بالکل ویسے جیسے میں خاموش قارئین کی نسبت ان احباب سے زیادہ مانوس ہوں جو میری پوسٹس کو لائک یا ان پر کمنٹس کرتے رہتے ہیں۔

رفتار

انسانی نگاہ سے اوجھل ہونے کا واحد رستہ رفتار ہے۔ یعنی ایسی رفتار جسکے مقابل وقت کی رفتار تھم جائے۔ ایک ایسا جہاں کہ جس میں وقت کی رفتار ہماری اس دنیا سے یکسر مختلف ہے۔ جیسے ہمارا ایک سیکنڈ شاید انکے ایک دن یا ایک ہفتے کے برابر ہے۔ لہٰذا جب اس دنیا کی مخلوق اپنے جہاں کو چھوڑ کر ہماری دنیا میں داخل ہوتی ہے تو وقت اسکے لئے تھم جاتا ہے اور بشمول انسان ساری کی ساری کائنات ساکت بیجان بت کی مانند دکھائی دیتی ہے۔ اپنی اسی رفتار کے سبب یہ مخلوق دنیا کہ ایک کونے سے دوسرے کونے کا سفر سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں کر لیتی ہے اور اسی رفتار کے سبب یہ انسان کی نظروں سے پوشیدہ بھی رہتی ہے۔ جنات، ملائک، پری، ارواح یہ تمام اس دوسری

دنیا سے تعلق رکھتے ہیں جہاں وقت کی رفتار اور پیمائش ہماری دنیا سے یکسر مختلف ہے۔ان تمام مخلوقات کے اجسام ایک انتہائی تیز رفتار فریکوئنسی پر مرتعش ہیں جسے انسانی آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے۔

فریکوینسی کیا ہے؟

❁ یہ بات آج روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ روحانی علوم میں کامیابی کے لئے عامل کے روحانی ہالے کا قوی ترین ہونا لازم وملزوم ہے، کیونکہ ضعیف جسم لطیف نا صرف عمل میں ناکامی کا موجب بنتا ہے بلکہ انسان کو شدید ترین رجعت میں بھی مبتلا کر دیتا ہے۔

❁ روحانی ہالے کو باقوت رکھنے کے لئے لازم ہے کہ انسان کی فریکوینسی بلند سطح پر برقرار رہے، مگر یہ ہوگا کیسے؟ یہ سوال اکثر مجھ سے پوچھا جاتا ہے۔اس مدعے کو سمجھنے کے لئے پہلے انسانی جسم وجاں کی ساخت اور اس میں برپا ہونے والی کیمیائی تبدیلیوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

❁ انسانی جذبات دراصل بائیوکیمیکل ریسپونس کے تحت جنم لیتے ہیں، محبت، نفرت، حسد، لالچ وغیرہ تمام کے تمام محض انسانی جسم وذہن میں مختلف کیمیکلز کی کمی یا زیادتی کے سبب پیدا ہوتے ہیں، منفی جذبات مضر صحت کیمیکلز کے انسانی ذہن میں اخراج کے سبب پیدا ہوتے ہیں اسکے برعکس مثبت جذبات ایسے کیمیکلز کے خروج کے سبب جنم لیتے ہیں کہ جو انسانی جسم وجاں کی نشو ونما اور حفاظت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

❁ یہاں تک یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ جذبات کیمیکلز میں اتار چڑھاؤ کے سبب جنم لیتے ہیں، سوال اب یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کیمیکلز کا انسانی ذہن میں خروج کے ذمے دار کون سے عوامل ہیں، اگر انکو سمجھ لیا جائے تو انسان بآسانی اپنے جذبات کو کنٹرول کر کے اپنی فریکوینسی کو بڑھا سکتا ہے کہ جسکے نتیجے میں انسانی اورا مضبوط تر ہو جاتا ہے۔

❁ انسانی ذہن میں کیمیکلز کا خروج دراصل ان خیالات کے سبب ہوتا ہے کہ جن میں ہم اپنی شعوری کاوش کی مدد سے انرجی کی منتقلی کرتے ہیں۔ یہ بات بہت اہم ہے، مثبت ومنفی خیالات کا ذہن میں ابھرنا انسان کی مرضی کے تابع ہونا ناممکن ہے تاہم منفی خیالات کو تقویت دینا اور اُن میں مزید منفی خیالات کا شعوری طور پر اضافہ کرنا عین

انسان کی مرضی پر منحصر ہے۔ منفی خیالات کو ہم شیطانی وساوس بھی کہتے ہیں پس جیسے ہی شیطان ہمارے ذہن میں کوئی منفی خیال پیدا کرتا ہے بحیثیت ایک عام انسان ہم سوچے سمجھے بغیر اس منفی خیال پر مزید غور کرنا اور اسکو تقویت دینا شروع کر دیتے ہیں، جسکے نتیجے میں انسانی دماغ سے ایسے کیمیکلز کا اخراج شروع ہو جاتا ہے کہ جو انسان کو ڈپریشن میں مبتلا کر دیتے ہیں نتیجتاً انسان کی فریکوینسی کم ہو جاتی ہے جس سے انسانی جسد خاکی و جسم لطیف دونوں پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔

۞ میں نے تمام باتیں کھول کر تحریر کر دی ہیں اگر اب بھی کوئی نا سمجھے تو میرا اس میں کوئی قصور نہ ہوگا۔ پس یوں سمجھ لیں کہ اگر آپ اچھا محسوس کر رہے ہیں تو انکی فریکوینسی زیادہ ہے اور اگر آپ بہت بُرا محسوس کر رہے ہیں تو آپکی فریکوینسی کم ہے۔

۞ آپ مندرجہ ذیل تدابیر کو اپنی روزمرہ زندگی میں اختیار کر کے نہ صرف ایک خوشگوار صحتمند زندگی گذار سکتے ہیں بلکہ اپنے اوراز کو مضبوط تر رکھ کر ہر قسم کے روحانی حملوں سے بھی خود کو بچا سکتے ہیں نیز روحانی علوم میں بھی خاطر خواہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے اپنی زندگی سے تمام اُن دوستوں کو نکال دیں جو آپکو منفی جذبات و احساسات میں مبتلا کرتے ہیں۔

۲۔ مارننگ واک کو زندگی کا معمول بنا لیں، روزانہ ننگے پاؤں گھاس پر پندرہ منٹ چلنے سے زمین کی ہائی فریکونسی آپکے جسم میں خاکی عنصر کو باقوت کرے گی، یاد رہے کہ عناصر اربع کا انسانی جسم میں توازن ہی روحانی و جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کی کلید ہے۔

۳۔ نہار منہ کم از کم چار گلاس نیم گرم پانی پیا کریں اس سے آپکے جسم میں موجود آبی عنصر کو تقویت ملے گی یاد رہے کہ انسانی جسم کا تقریباً اسی فیصد حصہ عنصر آب پر مشتمل ہے، بہتر ہوگا کہ سورہ کوثر کا دم شدہ پانی نہار منہ استعمال کریں۔

۴۔ مارننگ واک کے بعد زمین پر بیٹھ کر تنفس کی کوئی بھی مشق کم از کم دس منٹ تک کریں اس سے آپکے جسم میں عنصر باد میں توازن پیدا ہوگا۔ اور انرجی کا بہاؤ بہتر ہوگا۔

۵۔ قرآن کی تلاوت کو معمول بنائیں اور زیادہ سے زیادہ درود پڑھیں۔ اس سے آپکے اندر نور پیدا ہوگا کہ جو عنصر آتش کو نورانی طور پر تقویت دے گا۔

۶۔منفی جذبات اگر پیدا ہوں تو انکو دبانے کے کوشش مت کریں بلکہ کسی کاغذ پر لکھ کر اسکو نظر آتش کر دیں اس سے آپکا من ہلکا ہو جائے گا اور کسی کی دل آزاری بھی نہ ہوگی۔

۷۔مارننگ واک کے دوران تھوڑی سی سٹریچنگ ایکسرسائز یا یوگا کریں۔اس سے آپکے جسم میں موجود تناؤ ختم ہو گا اور انرجی کا بہاؤ بہتر ہو جائے گا۔

۸۔مراقبے کو معمول بنائیں

کائنات میں غائبانہ فریکونسز

کائناتی شعور اللہ کا بنایا ہوا ایک ایسا ذہن ہے کہ جس میں قوانین قدرت کو سمو دیا گیا ہے،اسی کائناتی شعور کے تحت نظام کائنات چل رہا ہے۔ہمارے لاشعور درحقیقت اس ایک کائناتی شعور کا حصہ ہیں۔کائناتی شعور اور انسانی لاشعور میں اتنا ہی فرق ہے کہ جتنا سمندر میں اور سمندر ہی کے پانی کے ایک قطرے میں،گویا اپنی اصل میں دونوں ایک ہی ہیں۔جیسے کائناتی شعور اس کائنات کو چلانے کا ذمے دار ہے بلکل ویسے ہی ہمارا لاشعور انسان کے اندر موجود کائنات کو چلانے کا ذمے دار ہے۔انسان بذات ایک کائنات سے کم نہیں لہٰذا دونوں شعور یعنی انسانی و کائناتی میں ایک قدر مشترک ہے،یعنی کائنات کو چلانا۔یہ دونوں شعور نا صرف ایک دوسرے سے مماثلت رکھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے مربوط بھی ہیں،تمام مخلوقات شعور مختلف حالتوں میں موجود ہے جو ایک کائناتی شعور سے جڑا ہونے کے سبب ایک ہی نظام کا حصہ ہے۔

انسانی لاشعور اس ایک نظام کا حصہ ہونے کے سبب قوت ارادی،ارتکاز اور قوت تخیل کی مدد سے کائناتی شعور کے اندر ایسے قوانین پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جو انسانی شعور اور اجسام میں تغیرات پیدا کر سکتے ہیں،خواہ ان کا نتیجہ انسانی جسم پر اچھا ہو یا برا۔

خیالات کیا ہیں؟

کائنات کی سب سے تیز رفتار چیز خیال ہے،جی خیال،روشنی سے بھی زیادہ تیز رفتار کا حامل جو ایک لمحہ کے ہزارویں حصے میں دنیا کہ ایک کونے سے دوسرے کونے میں پہنچ جاتا ہے۔دنیا تو دنیا نظام شمسی کے سیاروں

یا اس سے بھی آگے کی گلیکسیز اور اس میں موجود گردش کرتے اجسام تک پہنچنا خیال کے لئے انتہائی سہل ہے۔

۞ خیال کی تیز رفتاری کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ یہ جس ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ اس کو گرفت میں لینے سے قاصر ہے۔ انسانی دماغ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں لاکھوں خیالات کو پیدا اور مربوط کر سکتا ہے۔ دماغ جو انسان کو دیگر مخلوقات سے افضل بناتا ہے اسکی اصل دراصل نور ہے یہ محدود نہیں بلکہ لامحدود قوتوں کا حامل ہے وہ الگ بات کہ انسان ابھی تک صرف اور صرف انسانی ذہن کا زیادہ سے زیادہ سات یا آٹھ فیصد حصہ ہی اپنے استعمال میں لا سکا ہے۔ اور اس پر سائنس کی ترقی کا یہ عالم ہے کہ دنیا تقریباً تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے۔

۞ محدود اور لامحدود کی بحث میں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ جس بھی شئے کی حدود معین نا ہوں وہی لامحدود کہلاتی ہے۔ یعنی وہ چیز جو ابھی کسی بھی زاویہ سے مسلسل پھیل رہی ہو اور جمود کا شکار نا ہو لامحدود کہلائے گی۔ جیسے کائنات، کیونکہ یہ مسلسل پھیل رہی ہے لہٰذا محدود ہوتے ہوئے بھی لامحدود ہے کہ اسکے پھیلاؤ کے عمل میں فی الوقت ٹھراؤ پیدا نہیں ہوا۔

۞ یہ خیال ہی ہے کے جس کہ دوش پر سوار ہو کے نظر بد ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں دنیا کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ کر پتھر کے جگر کو پارہ پارہ کرتی ہے۔

۞ خیال کی قوت کا اندازہ لگانا ناممکن ہے اگر انسان اس پر مکمل گرفت کر لے تو یہ Laser سے زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ خیال ہی کی قوت ہے جو دعاؤں اور عبادات میں اثر پیدا کرتی ہے۔ اعمال ونقوش میں کامیابی وناکامی کا دارومدار بھی خیال کی اسی قوت کا محتاج ہے۔ خیالات کا مسلسل بہاؤ کسی خاص سمت میں ناممکن کو ممکن میں بدلنے کی طاقت رکھتا ہے۔ خیال دراصل توانائی کی ایک انتہائی لطیف قسم ہے جو اپنی لطافت کے باوجود زبردست قوت کی حامل ہے۔ یہ آپکی زندگی میں خوشیاں بھر سکتی ہے یا آپکی زندگی کو برباد کر سکتی ہے۔ یہ کمان سے نکلا ایک ایسا تیر ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا۔

دماغی قوت اور خیال

انسان کا اورا قوتِ حیات یا جسے مختلف زبانوں میں پرانا، چی فورس، لائف فورس یا کی کہتے ہیں سے بنا ہوتا ہے۔ جب انسان کسی خیال، جذبے یا خواہش کو اپنے ذہن میں جنم دیتا ہے اور اسکو اپنے ارادے اور ارتکاز سے قوت بخشتا ہے، جو ایک قدرتی عمل ہے، تو اس سے انسان کے اورا میں بہت شدت سے کچھ لہریں ارتعاش پذیر ہوتی ہیں۔ جو آہستہ آہستہ ایک گولے کی سی صورت اختیار کر لیتی ہیں جو چی فورس سے مکمل طور پر لبریز ہوتا ہے۔ یہ تھاٹ فارم انسان کے اورا کے اندر کچھ گھنٹے یا کچھ دن برقرار رہتی ہے اور انسان کے اپنے اور اطراف کے لوگوں پر اچھا یا بُرا اثر، اپنی طبع کے حساب سے مرتب کرتی رہتے ہے۔ بعض دفعہ یہ تھاٹ فارم اتنی کے ساتھ پیدا اور مرتعش ہوتی ہے کہ انسانی اورا کو چھوڑ کر اسٹرال پلین پر سفر کرتی ہوئی دور تک جاتی ہے لیکن آہستہ آہستہ اسکی قوت کمزور پڑ جاتی ہے اور یہ بالآخر آسٹرال پلین میں ہی تحلیل ہو جاتی ہے۔

سحر، جادو یا طلسم میں ان تھاٹ فارمز سے جانے انجانے میں ہر کوئی کام لیتا ہے۔ مثال کے طور پر جب طالب مطلوب کا خیال ذہن میں رکھ کر یا **ودود** کا ورد کرتا ہے تو اسکے بدن سے ایسی ہی تھاٹ فارم ایک گولے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور تیزی سے مطلوب کیطرف سفر کرتی ہے اسکی قوت کا دارومدار طالب کے اورا کی مضبوطی، اسکے ارادے کے استحکام اور جذبے کی شدت پر ہوتا ہے یعنی طالب کا اورا، ارادہ اور جذبہ جس قدر قوی اور شدید ہوگا یہ تھاٹ فارم اتنی ہی طاقتور ہوگی۔ تاہم یہ تھاٹ فارم زیادہ سے زیادہ سات دن تک زندہ رہتی ہے پھر تحلیل ہو جاتی ہے۔

یہ تھاٹ فارم اگر اتنی قوت کی حامل ہو کہ طالب کے اورا کو چھوڑ کر مطلوب کے اورا میں داخل ہو جائے تو فوراً مطلوب کے ذہن پر اثر انداز ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اب مطلوب جتنا زیادہ حساس ہوگا اور اسکا اورا جتنا زیادہ کمزور ہوگا اس تھاٹ فارم کا اثر اتنا ہی زیادہ اس انسان کی سوچ اور جذبات پر پڑے گا۔ تاہم یہ ضروری نہیں کہ ایک حساس آدمی کا اورا کمزور بھی ہو۔

تھاٹ فارم کو سمجھنے کے لئے یہ ایک مثال تھی اس سے ملتی جلتی کئی مثالیں آپ خود اپنے ذہن سے سوچ

سکتے ہیں جو طلسم، جنتر منتر یا اوراد کے عاملین ہر وقت پیدا اور استعمال کرتے ہیں لیکن ان کو اس بات کا ادراک بھی نہیں ہوتا۔

ٹیلی پیتھی کی حقیقت

کچھ احباب گزشتہ کئی ماہ سے وقتاً فوقتاً مجھے ٹیلی پیتھی کی بابت کچھ معلومات فراہم کرنے کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں۔مذکورہ علم کی بابت انکی بے یقینی کا سبب سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ" دیوتا" ہوسکتا ہے۔میں نے بھی لڑکپن میں مذکورہ ناول کی کچھ اقساط کا مطالعہ کیا تھا میرا مقصد یہاں فرہاد علی تیمور کی سرگزشت سنانا نہیں ہے، میں صرف یہ بات اپنے قارئین کے گوش گزار کرنے کا متمنی ہوں کہ اصل زندگی اور قصے کہانیوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ٹیلی پیتھی یا ترسیل خیالات کا علم ایک مسلمہ حقیقت ہے جو سائنسی تجربات اور مشاہدات کی رُو سے ثابت ہے، تاہم سائنسدان ہوں یا نفسیات دان کوئی بھی اس ضمن میں کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے ہیں۔میں اس علم کی بنیادی باتوں کو دہرانا چاہوں تو ایک چھوٹا کتابچہ بآسانی تصنیف کرسکتا ہوں جو بحر حال اس علم کی ذیل میں لکھی گئی اب تک کی تمام کتب سے بہتر نہیں تو منفرد ضرور ہوگا۔

ترسیل خیالات کے اس عمل کو ممکن بنانے کے لئے کم از کم دو افراد کی ضرورت ہے جو ایک دوسرے کو پیغامات کی ترسیل اور وصولیابی کے لئے تیار کرسکیں۔ایسا ممکن نہیں کہ کوئی تنہا مشق کر کے کسی بھی شخص کے خیالات کو اسکی مرضی کے بغیر پڑھ سکے۔ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کا ایک اور پہلو" مائنڈ کنٹرول" ہے۔اس مقصد کے لئے عامل پہلے اپنے ذہن کو خاص ریاضت اور چند اوراد کی مدد سے اس قابل بناتا ہے کہ انتہائی طاقتور سگنل کو اپنے دماغ میں کسی خاص مقصد کے حصول یا کسی کے ذہن پر اثر انداز ہونے کے واسطے پیدا کر سکے، ایسا کر لینے کہ بعد اس سگنل کو تھاٹ فارم کی صورت میں اپنے مطلوب کے دماغ کیطرف پوری قوت اور توجہ سے پھینکا جاتا ہے۔جس سے مطلوبہ نتائج ضرور حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ عمل کو تواتر سے جاری رکھا جائے۔یہ کیونکہ ایک ایسا سر بستہ راز ہے کہ جسکے افشاں ہونے سے معاشرے میں پہلے سے موجود شر کی قوتوں کو تقویت ملے گی لہذا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ مزید اس موضوع پر کچھ بھی قلم بند کروں۔میری اس تحریر میں وہ راز پنہاں ہے جسے سمجھ کر کوئی بھی صاحب علم اس

ضمن میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔

طلسمات

کل کائنات اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کے تحت چل رہی ہے۔وہ قوانین جو اس کائنات کے ظاہری نظام کو چلا رہے ہیں اور جو سائنس کی مدد سے دریافت کئے جاسکتے ہیں،قوانین فطرت کہلاتے ہیں۔لیکن مخفی وروحانی دنیا کو چلانے کے لئے بھی کچھ قوانین موجود ہیں جو سائنس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور نا ہی سائنس کی مدد سے انکا ادراک ممکن ہے۔اور یہی وہ قوانین ہیں جو مادے کی مختلف حالتوں کے ذمہ دار ہیں۔ان قوانین کا علم کل مخلوق کے اذہان پر مطلوبہ اثرات مرتب کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ان قوانین کا اطلاق ایتھر کی مختلف حالتوں اور ارتعاش پذیری سے منسلک ہے۔یعنی ایتھر کی موجوں پر پیدا ہونے والے تغیرات دراصل ان قوانین کے نفاذ کی علت ہیں۔اور ایتھر کی کس حالت سے کل عالمین اور اس میں سانس لینے والی ہر ظاہری اور باطنی مخلوق کے اذھان پر کس قسم کے اثرات مرتب ہونگے یہ اللہ کیطرف سے پہلے سے طے شدہ ہے بلکل ویسے جیسے آگ کا جلانا طے ہے۔

ایتھر میں تغیر پیدا کرنے کے لئے لازم ہے کہ عامل یا ساحر ایتھر کو حلال یا حرام طریقے سے اپنے لطیفہ قلب میں ذخیرہ کرسکے اگر طریق شیطانی ہوگا تو ایتھر بھی کالا وارد ہوگا اور اگر طریق قرانی ہوگا تو ایتھر نوری وارد ہوگا۔اسکے بعد عامل اپنے ذاتی ایتھر سے جو روزمرہ کے اوراد واشغال یا شیاطین کی پوجا پاٹ سے حاصل شدہ ہوتا ہے اپنے ارادے اور لاشعور کی کارگزاری سے منامیں تبدیل کرکے وارد شدہ ایتھر جو ممکن ہے کہ صدیوں پرانا عمل ہونے کے سبب پہلے سے مطلوبہ حالت میں موجود ہو کر مزید مقصد کے موافق کرتا ہے اور اسکو واپس کائناتی شعور کیطرف لوٹا دیتا ہے۔چنانچہ اگر ایتھر اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ جو کسی خاص قانون قدرت کے مطابق وموافق ہو تو اسکو اللہ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ پہلے سے طے شدہ امر ہوتا ہے لہذاء عالم مثال میں پہنچ کر وہ ایتھر کسی خاص قانون قدرت کو جاری کرتا ہے کہ جسکا اثر عالمین کی تمام تر مخلوق کے اذھان پر پڑتا ہے جس سے مطلوبہ واقعات حدث ہوتے ہیں۔یا یوں کہہ لیں کے وہ اسباب پیدا ہوتے ہیں جو مطلوبہ نتائج کی فراہمی کو یقینی بناتے ہیں۔

مؤکل سے کیسے کام لیں!

یہ سوال مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے۔ مؤکل سے کام کیسے لیں گے جب آپ نا اس سے بات کر سکتے ہیں، نا دیکھ سکتے ہیں اور نا ہی اسے سن سکتے ہیں۔ یہ صلاحیت حاصل کرنے کے لئے باطنی طور پر بیدار ہونا لازم ہے۔ جسے چھٹی حس کی بیداری بھی کہا جاتا ہے۔ اسکے بیدار ہونے کے بعد کچھ لوگ مؤکلات کو دیکھتے ہیں کچھ سنتے ہیں، کچھ ان سے بات کرنے کے لئے دیگر ذرائع سے کام لیتے ہیں۔ جیسے بلوربینی، علم نقوش، ٹیلی پیتھی، حاضرات، پنڈولم ڈاوزنگ، میڈیئم شپ، مسمریزم، علم جفر آثار وغیرہ وغیرہ جب تک ان میں سے کسی ایک میں مہارت حاصل نا ہو جائے انسان طور پر اس قابل نہیں ہوتا کہ مؤکلین سے کام لے سکے۔ گو مؤکلین باطنی طور پر کچھ نا کچھ معاونت کرتے رہتے ہیں لیکن براہ راست ربط اور گفتگو نا ہونے کے سبب امور میں کامیابی ذرا مشکل ہوتی ہے۔

پھر بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ باطنی بیداری کے بعد سب سے بڑا مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا جہاں کے شیاطین عامل پر وارد ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور اصل مؤکلین تک رسائی بہت مشکل کر دیتے ہیں۔ یہ شیاطین اور جنات وغیرہ طرح طرح کے بھیس بدل کر مختلف ہتھکنڈوں سے عامل کو بیوقوف بناتے ہیں اور اسے راہ راست سے بھٹکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے نتیجتاً عامل شیاطین کا آلہ کار بن جاتا ہے جو بظاہر ملائک اور نیک ارواح کے بھیس میں خود کو متعارف کرواتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ آئمہ کرام تک کا نام استعمال کیا جاتا ہے۔ انکے اشرار سے بچنے کے لئے عامل کا فقہ اور علم حدیث، خاص کروہ جو آئمہ کرام سے مروی ہے، میں کافی مطالعہ ہونا چاہئے تا کہ وہ حق و باطل میں تمیز کر سکے وگرنہ اسکا بھٹک جانا لازم ہے۔ میں کئی ایسے احباب کو جانتا ہوں کے جو حجابات اٹھ جانے کے باوجود شیاطین کے آلہ کار بن کر رہ گئے ہیں۔

مجھے اعتراف ہے کہ شروع شروع میں میرے ساتھ بھی کچھ ایسا معاملہ پیش آیا جس میں میں دھوکہ کھا گیا تاہم مسلسل مشق اور اقوال آئمہ کرام کی روشنی میں مجھے حق و باطل کی پہچان ہو ہی گئی آج بھی شیاطین بھیس بدل کر مجھے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن الحمدللہ مولی علی رضی اللہ عنہ کی نظر کرم کے بدولت اب یہ ممکن نہیں لیکن اسکے لئے مجھے کٹھن ریاضتوں اور تجربات سے گزرنا پڑا۔

آخر میں بس اتنا کہونگا کہ یہ سفر آسان نہیں ہے۔اور نا ہی ہر کسی کے لئے مناسب ہے۔خاص کر خواتین کو ان علوم سے دور رہنا چاہئے۔کیونکہ مردوں کی نسبت یہ آسانی سے شیاطین کے بہکاوے میں آجاتی ہیں۔

خیال اور سوچ کی قوت سے لہریں

سوچنے یا بولنے کے عمل سے دماغ سے ریڈیائی لہروں سے ملتی جلتی توانائی کی موجوں کا اخراج ہوتا ہے۔ یہ لہریں ریڈیو، گیما، مائکروویوز سے مشابہ ہیں اگر کوئی فرق ہے تو وہ فریکوینسی کا ہے، دماغ کی لہریں دیگر جانی پہچانی ویوز کی نسبت لطیف تر ہیں، یہی وجہ ہے کہ سوچ کی لہریں ریڈیائی لہروں سے متصادم نہیں ہو پاتیں۔ انسانی دماغ جب فکری پرواز کرتا ہے تو ہزراوں اور لاکھوں کی تعداد میں نیورانز فعال ہو کر خیالات کی لہروں کا اخراج کرتے ہیں جو فضائے بسیط میں دور دور تک پھیل جاتی ہیں جو فضائے بسیط میں دور ہیں۔

سوچنے کے عمل میں انسانی ذہن کا شعور اور لاشعور دونوں بیک وقت مصروف عمل ہوتے ہیں۔جب انسانی شعور سوچنے کے فرائض سرانجام دیتا ہے تو خیال الفاظ کی صورت میں پیدا ہوتا ہے، اور جب لاشعور سوچنے کے عمل میں کارفرما ہوتا ہے تو خیالات ایک فلم یا جیتے جاگتے مناظر کی صورت میں دماغ کی پردہ سکرین پر ظاہر ہوتے ہیں، سوچنے کی اس کیفیت کو ڈے ڈریمنگ یا جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنا بھی کہا جاتا ہے۔

دماغ کی وہ قوت جو ان لہروں کو پیدا کرتی ہے دراصل حروف کی دین ہے، بولتے یا سوچتے وقت، حروف جو اپنی ذاتی توانائی رکھتے ہیں، توانائی میں تبدیل ہو جاتے ہیں، جو لہروں کی صورت میں دماغ سے خارج ہو کر کائناتی شعور میں اپنی طرح کی توانائیوں سے متصل ہو جاتی ہے۔عموماً بزرگ کہا کرتے ہیں کہ شکل اچھی نا ہو تو بات اچھی کرو" یا" منہ سے ہمیشہ اچھی بات نکالو وقت گھڑی کا کوئی پتہ نہیں ہوتا، وغیرہ۔

ایسا اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ جب ہم کوئی منفی سوچ اپنے ذہن میں شعوری طور پر پیدا کرتے ہیں تو یہ منفی توانائی میں بدل کر فضائے بسیط میں بکھری منفی قوتوں کو فوری اپنی طرف متوجہ کرنے کا سبب بنتی ہے نتیجتاً انسان منفی لہروں کی لپیٹ میں آ کر مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔

اب اسی تمہید کو عملیات کی نظر سے دیکھا جائے تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ کسی ایک عبارت کی مسلسل تکرار

کس طرح عمل میں قوت پیدا کرتی ہے۔ جفر آثار میں حروف کی گردش کے عمل کو عمل تکسیر کہا جاتا ہے اور اس عمل کے بعد ایک مؤکل پیدا کیا جاتا ہے جو اس عمل کو سرانجام دینے پر معمور ہوتا ہے، تکسیر میں حروف کی گردش سے پیدا ہونے والی قوت اس مؤکل کے کام آتی ہے جس نے اس عمل کو سرانجام دینا ہوتا ہے۔ یہ تو بات تھی تکسیر کے اعمال کی اب آجائیں اوراد کی طرف۔ ہر آیت قرانی کا ایک مؤکل ہوتا ہے بلکہ ہر حرف کا بھی ایک مؤکل ہوتا ہے، میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا آپ سمجھتے ہیں اس سب کو۔

۞ یہ مؤکلین کیونکہ خدا کی طرف سے اپنے اپنے کام سرانجام دے رہے ہوتے ہیں لہذا عامل جب بھی کبھی انکو اپنے کسی ذاتی کام کے لئے طلب کرتا ہے یہ مؤکلین اللہ کی عطا کی گئی قوت کو استعمال میں نہیں لاتے، بلکہ اس ورد کی تکرار سے پیدا ہونے والی قوت جو شعور سے لاشعور میں ایسے منتقل ہوتی ہے جیسے کوئی سپاہی ترکش سے تیر کو نکال کر کمان میں جوڑتا ہے اور پھر زور لگاتا ہے تو کمان کو بھینچنے کی قوت دراصل اس تکرار کے سبب عامل کے ذہن سے پیدا ہوتی ہے جبکہ اس قوت کا مخرج عامل کا ذہن نہیں بلکہ وہ حروف ہوتے ہیں جو عامل کی زبان سے جاری ہوتے ہیں۔ لہذاء "تیر" جو دراصل اس عبارت کا موکل ہوتا ہے تب ہی پوری قوت سے ٹھیک نشانے پر لگتا ہے جب عامل پوری ارتکاز توجہ اور مضبوط دماغی قوتوں کے استعمال سے کمان، جو کہ لاشعور ہے اس تمثیل میں، کھینچتا ہے اور بالآخر چھوڑ دیتا ہے۔ میں پھر دہراتا چلوں کہ ملائک امر الہی کے تحت خدائی قوت کو استعمال کرتے ہیں لیکن جب وہ عامل کے امر کے زیر اطاعت ہوتے ہیں تو خدائی قوت درمیان سے نکل جاتی ہے پھر وہاں موکل عامل کی ذاتی روحانی قوت مستعار کر لیتا ہے جو اصل میں اس خاص عبارت کی تکرار سے پیدا ہوتی ہے۔ اب اس قوت کا سارا دارومدار عامل کی ذہنی ساخت، ذہانت، ارتکاز، حروف کی درست ادائیگی، نیک نیتی، کردار اور قرب الٰہی پر ہوتا ہے۔ جس قدر قوت اس عمل میں پیدا ہوتی ہے عمل اسی رفتار سے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ اگر قوت ضرورت سے کم ہو تو تیر خطا ہو جاتا ہے وگرنہ ٹھیک نشانے پر لگتا ہے، بشرطیکہ عمل کسی نام نہاد عامل کی ذہنی اختراع نا ہو۔

طلسماتی دنیا

۞ عرصہ دراز سے راقم الحروف اس موضوع پر قلم اٹھانے کا سوچ رہا تھا مگر موضوع کی وسعت اور پیچیدگی

ہمیشہ مانع رہی۔ پہلے تو اسکے اسرار و رموز کو سمجھنا ہی ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی سر کرنے کے مصداق ہے، اور پھر اسکے بعد اس وسیع وعریض موضوع کو سمیٹ کر لفظوں میں اسطرح سے ڈھالنا کہ ہر ذہنی سطح کا انسان اسے بآسانی سمجھ جائے، بذاتہ ایک بہت محنت اور وقت طلب کام ہے۔

۞ مجھے کبھی بھی اپنے لکھاری ہونے کا زعم نہیں رہا، اور نا ہی الفاظ سوچ کا ساتھ دے سکتے ہیں خاص کر مجھ جیسے مبتدی لکھاری کا۔ بحرحال ایک کوشش ہے جسے ممکن ہے آپ میں سے چند افراد پسند فرمائیں اور چند ناپسند۔ جی ہاں، پسند اپنی اپنی۔

۞ طلسماتی یا عالم ایتھر کو سمجھنے سے پہلے چند حقائق کو سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ انکے بغیر اس مقالے کی روح کو سمجھنا اور اسے تسلیم کرنا تقریباً ناممکن ہی ہوگا۔ اس سے بیشتر کے میں اصل موضوع یعنی طلسماتی دنیا کیطرف رجوع کروں، بطور حوالہ جات چند اہم لیکن دقیق حقائق کیطرف آپ لوگوں کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا۔

تقدیر کا فلسفہ

۞ یہ مضمون کیونکہ عملیات اور تصرفات کے حوالے سے رقم کیا جا رہا ہے لہٰذا جب تک تقدیر اور اسکے قوانین کے متعلق کماحقہ علم نا ہو جائے، مزید لکھنا حماقت ہوگا۔

۞ تو تقدیر کیا ہے، عام خیال یہ ہے کہ جو انسان کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے وہ اسے ہر صورت میں مل کر ہی رہتا ہے، یہ بات گو درست ہے لیکن جزوی طور پر، کیونکہ اگر یہ کل حق ہوتا تو پھر بندش کے اعمال کو ہم کیا کہیں گے، کیونکہ بندش لگائی ہی اس شئی پر جاتی ہے جو انسان کی قسمت میں لکھی ہو، جو قسمت میں ہی نا ہو اس پر بندش کا لگانا ایسے ہی ہے کہ جیسے خشک ندی کے آگے بند باندھنا۔

۞ تقدیر کے متعلق اپنی ہی ایک گزشتہ تحریر کا حوالہ دینا چاہوں گا، تقدیر درحقیقت دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تقدیر ازلی اور ایک تقدیر معلق۔ تقدیر ازلی میں جو کچھ بھی اللہ رب العزت نے اپنے لامحدود علم کو بروئے کار لا کر لکھ دیا ہے اس میں سے امور ایسے ہیں کہ جنکا حدث ہونا اختیارِ انسانی سے ماوراء ہے، جیسے کون کب اور کہاں پیدا ہوگا۔ اسکے ماں باپ کون ہونگے، یا اسکی موت کب اور کہاں واقع ہوگی وغیرہ انسان کے اختیار سے باہر ہے۔

لہٰذا یہ تقدیر ازلی، اٹل ہے اور ہو کر رہے گی، اسکے علاوہ جو کچھ بھی دیگر تقدیر ازلی میں پروردگار نے لکھ دیا ہے اسکو حاصل کرنا تقدیر معلق کے وسیلے سے ہی ممکن ہے اور تقدیر معلق کو انسان اپنے ارادے کے تحت استعمال کرتا ہے۔مثال کے طور پر ایک بندے کی قسمت میں چار بچے اسکی تقدیر ازلی میں لکھ دیئے گئے ہیں،لیکن اسکے لئے اس شخص کا صنف مخالف سے شرعی یا غیر شرعی جسمانی تعلق رکھنا لازم ہوگا، جو اسکے اختیار میں ہے۔اگر وہ ایسا کرے گا تو بچے ہوں گے وگرنہ نہیں۔

۞ اسی طریق سے اللہ تعالیٰ نے ہماری قسمت میں رزق لکھ تو دیا ہے لیکن ساتھ محنت کی شرط لگائی ہے گویا محنت کرنی پڑے گی، اس رزق کے لئے جو تقدیر یا تقدیر ازلی میں لکھ دیا گیا ہے، تو بھائی جب لکھ دیا گیا ہے تو پھر ہم محنت کیوں کریں یہ تو ملنا ہی چاہیے۔

تو بس یہ بات سمجھ لیں کہ بندش ہمیشہ اسی شئی پر لگائی جاتی ہے کہ جو انسان کی قسمت میں لکھ دی گئی ہو۔

۞ قران پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمھارے پاس جو زیادہ مال ہے وہ دراصل غریبوں اور مسکینوں کا حق ہے جو تمھارے ذریعے سے ان تک پہنچانا ہے اور یہ کہ تم لوگ غریبوں اور مسکینوں کا مال غصب مت کرو، گویا اللہ نے اسی طریق پر ہمارا امتحان بھی رکھ دیا اور ساتھ ہم کو اختیار بھی دے دیا۔اب اگر کوئی غریب کا حق اسکو نہیں دے رہا تو گویا اسکا رزق روک رہا ہے جو ایک بہت بڑا گناہ ہے۔اللہ رزاق ہے وہ اس شخص کو کسی دوسرے وسیلے سے رزق دے ہی دے گا تاہم سمجھنے کی بات یہ ہے کہ بندش ہمیشہ اسی شئی پر لگتی ہے کہ جو آپکی قسمت میں لکھ دی گئی ہو۔

۞ یہ بات سمجھے بغیر عالم ایتھر یا طلسماتی دنیا کے اسرار و رموز کو سمجھنا تقریباً ناممکنات میں سے ہے اور بلاوجہ اعتراضات کی پیشگی پیش بندی کی خاطر بطور سرنامہ کلام تقدیر کو ہی زیر بحث رکھنا مناسب گردانا گیا ہے۔

۞ طلسماتی دنیا یا عالم ایتھر کے عنوان سے میں نے اس مضمون کی قسط نمبر ایک میں تقدیر کی دو اقسام کی وضاحت پیش کرنے کی ایک ادنٰی سی کاوش کی تھی اسکی ضرورت کیوں پیش آئی؟ یہ آپکو آنے والی اقساط کے متن سے معلوم ہو جائے گا۔بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ عالمین کی اقسام کون کون سی ہیں اور اس کائنات اور انسان میں کیا مماثلت پائی جاتی ہے۔

دیگر دنیائیں/ پوشیدہ عالم

عالمین کی بابت دنیا کے مختلف ادیان اور مذاہب میں مختلف قسم کی تقسیم پڑھنے کو ملتی ہے۔ دنیا بھر میں روحانیت کے پیروکار خواہ انکا تعلق کسی بھی مذہب یا عقیدے سے ہو ان مساوی کائناتوں کی موجودگی اور حقانیت سے واقف ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ جسکی جہاں تک نظر گئی اور جو کچھ اسکے پردہ اوراق پر نمودار ہوا ویسا ہی اس نے ان عالمین یا مساوی کائناتوں کے ضمن میں بیان کر دیا۔

۞ بعض کتب میں عالمین کی تعداد اٹھارہ ہزار تک بھی بتائی گئی ہے تاہم تصوف کی مشہور کتب میں عالمین کی چار اقسام بنائی گئی ہیں جو کچھ یوں ہیں۔

1) عالم ناسوت

2) عالم جبروت

3) عالم ملکوت

4) عالم لاہوت

یہ ایک مخصوص تقسیم ہے جو ایک خاص نقطہ نظر سے بلکل ٹھیک ہے، بلکل ویسے جیسے میں کہوں کہ پاکستان چار صوبوں یعنی پنجاب، سندھ، خیبر پختون خواہ اور بلوچستان پر مشتمل ہے۔ اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان لاہور، پنڈی، اسلام آباد، لاڑکانہ، کراچی، ساہیوال، وغیرہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ ایسی صورت میں بھی میرا جواب درست ہی ہو گا۔ پس عالمین کی جو اقسام بھی روحانیت کے مختلف شعبہ ہائے جات میں بیان کی گئی ہیں، اس خاص شعبے کی مناسبت سے بلکل درست ہیں۔

۞ ہمارا یہ مضمون کیونکہ عملیات اور تصرفات کو مدنظر رکھ کر ترتیب کیا گیا ہے لہذاء ہم بھی عالمین کی اسی تقسیم کو بیان کریں گے جو ہمارے موضوع سے مناسبت رکھتی ہے اور اسکا تعلق انسانی جسم، جان و روح سے بھی بہت گہرا ہے۔

۞ بات کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ انسان اپنی ذات میں ایک کائنات ہے، انسانی جسم کو

اگر مائیکروسکوپ کی مدد سے دیکھا جائے تو اسکے اندر اس قدر وسعت اور تفصیل ہے جو کسی طور ہماری ظاہری کائنات سے کم نہیں ہے۔ یہ بات تو انسان کے جسد خاکی کی حد تک ہے اسکے بعد اگر آپ انسانی جسم کے گرد موجود توانائی کی اُن پرتوں، جن کو اوراز کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، کا مطالعہ کریں

توانکی ترتیب کچھ یوں ہے۔

۱) ایتھرک باڈی

۲) ایموشنل باڈی

۳) مینٹل باڈی

۴) سپر چول باڈی

جیسے انسانی بدن کے گرد یہ چار اوراز ہیں ویسے ہی اس کائنات یعنی مادی دنیا کے اوپر بھی ایسے ہی چار روحانی پرتیں ہیں جنکو عالمین کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ انسانی جسم کے گرد موجود اِن اوراز کو اگر مزید پھیلایا جائے تو انکی تعداد سات تک چلی جاتی ہے کیونکہ سپر چول باڈی دراصل مزید چار اوراز کے مجموعے کا نام ہے، لیکن فی الحال ہم اسکی تفصیل میں نہیں جائیں گے کیونکہ یہ بات ہم کو اپنے موضوع سے دور لے جائے گی۔

تو کائنات کے اوپر بھی بلکل انسانی اوراز کیطرح چار اوراز ہیں جنکو پھیلا کر سات تک لے جایا جاسکتا ہے۔ اور وہ کچھ یوں ہیں۔ وہ

۱) ایتھرک پلین

۲) ایموشنل یا اسٹرال پلین

۳) مینٹل پلین

۴) سپر چول پلین

ان چار کائناتوں کی اگر الگ الگ مکمل تفصیل بیان کی جائے تو ایک چھوٹا سا کتابچہ بآسانی بن جائے گا لیکن میں بات کو سمیٹتے ہوئے پھر اپنے موضوع کی طرف پلٹتا ہوں۔

کیونکہ زیر بحث درحقیقت عالم ایٹر یا طلسماتی دنیا ہے لہذاء ہمارے کام کا صرف، انسانی جسم کا اور اس مادی

دنیا کا پہلا اورایا عالم جوبھی کہہ لیں، ایتھرک پلین یا ایتھرک اوراہی ہے۔

۞ انسانی جسم کا مادی حصہ اس مادی دنیا سے متصل و مربوط ہے، جبکہ ایتھرک باڈی ایتھرک پلین میں، اسی طریق سے مینٹل باڈی مینٹل اور سپر چول باڈی سپر چول پلین میں ہی موجود رہتی ہے۔

۞ جب تک یہ حقائق اور دقائق ہضم نہیں ہوں گے نا تو عالم ایتھر کی سمجھ آئے گی اور نا ہی طلسماتی دنیا کی، روحانی دنیا تو خیر اس سے بہت بعد کی چیز ہے کیونکہ اس سے پہلے دو کائناتیں اور ہیں یعنی ایموشنل اور مینٹل پلین، جب تک انکو تسخیر نا کرلیا جائے روحانی دنیا تک رسائی ممکن ہی نہیں ہوتی۔

کہنے کو روحانیت کے دعویٰ دار بہت ہیں لیکن حقیقت تک رسائی بہت ہی کم لوگوں کی ہے وگرنہ زورِ قلم موہنی کے عمل حب تک ہی محدود ہے۔

۞ ساری کائنات مادے سے بنی ہے اور مادہ عناصر اربع یعنی آتش، باد، آب اور خاک سے۔

مادے کو اگر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کیا جائے تو آخر میں ایٹم بچتا ہے نیز مادے کی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ شئے جو وزن، حجم اور کمیت رکھتی ہو مادہ کہلاتی ہے۔ ایٹم مزید تین ذرات کا مرکب ہے یعنی الیکٹران پروٹان اور نیوٹران۔ الیکٹران اپنے مرکز کے گرد، جو نیوکلس کہلاتا ہے اور دیگر ذرات کا مجموعہ ہے، تیزی سے گھوم رہے ہیں بلکل ایک چھوٹے سے نظام شمسی کے مصداق۔ ایٹم کی ساخت کے بارے میں سائینسدانوں کا کہنا یہ ہے کہ ایٹم ننانوے فیصد "خلا" پر مشتمل ہے۔ یعنی الیکٹران بلکل نظام شمسی کے سیاروں کی طرح خلا میں ایٹم کے مرکز یعنی نیوکلس کا طواف کر رہے ہیں۔

۞ کیونکہ ظاہری کائنات کی ہر شئی مادے سے بنی ہے اور مادہ ایٹم سے تو یہ کہنا بے جا نا ہوگا کہ کائنات ننانوے فیصد خالی ہے یعنی خلا پر مشتمل ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اپنے امر سے خلق کیا، " کن فیکون ". یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا تھا کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا تھا۔ یعنی امر ارادے کے تحت ہے اور ارادہ نفس کے۔ یعنی اللہ کا ارادہ نفس اللہ کے تحت ہے۔ تو جب کچھ نہیں تھا یعنی صرف اللہ تھا تب عدم بھی نہیں تھا کیونکہ "عدم بھی شئی ہے، عدم کو لاشئی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ صفت

صرف ذات باری تعالیٰ کی ہے، ماسوائے اس ذاتِ برحق کے ہر مخلوق شئی ہے۔پس اللہ نے سب سے پہلے عدم کو خلق کیا۔تو عدم کیا ہے؟ بس اتنا کہوں گا کہ عدم مکان ہے کیونکہ مخلوق کے لئے زمان و مکان کا موجود ہونا ضروری ہے۔عدم ہی دراصل وہ مکان ہے کہ جس میں پوری کائنات بشمول تمام تر عالمین کو خلق کیا گیا ہے اور اسکو بنایا گیا ہے پانچویں عنصر یعنی ایتھر سے۔مخلوق کا زمان و مکان کی قید میں ہونا طے شدہ امر ہے۔پس جہاں ایتھر ہے وہی مکان ہے اور جہاں لامکانی کا عالم ہے وہاں مخلوق کا ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ لامکانی صرف اور صرف خالق کا وصف ہے، مخلوق کا نہیں۔ یہاں اس بات کا خیال رکھیں کہ آئمہ علیہ السلام کے اقوال کے مطابق لوح و قلم ملائک ہیں لہذا وہ بھی شئی ہیں اور محتاج مکان لہذا عالم لاہوت کو بھی لامکاں کہنا غلط ہوگا۔

✡ خلا چاہے کائنات میں ہو یا ایٹم میں، خالی نہیں ہے بلکہ ایتھر سے بھری ہوئی ہے، انسان بھی کیونکہ ایٹم سے بنا ہے لہذا انسان میں بھی یہ پانچواں عنصر یعنی ایتھر پایا جاتا ہے۔ایتھر ہی وہ وسیلہ ہے کہ جس کے ذریعے سے امر کو بذریعہ ملائک ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل کیا جاتا ہے۔خلا میں روشنی اور کشش ثقل یا دیگر ویوز کا سفر کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ بظاہر خالی نظر آنے والی خلا اگر خالی ہے تو پھر روشنی کی تحریک کیونکر ممکن ہے؟ پس جب خدائے بزرگ و برتر نے عدم کو خلق کیا اسی خلا کو خلق کیا جو ایتھر سے پُر تھی۔ایتھر میں تغیرات کو بپا کرنا امر کے ذریعے سے ممکن ہے اور امر ارادے کے اور ارادہ نفس کے اور نفس عقل کے تابع ہے۔جس وقت نفسانی خواہشات عقل پر غلبہ حاصل کر لیتی ہیں تو نفس عقل کی اطاعت کو ترک کر دیتا ہے، خیر یہ ایک الگ موضوع ہے۔
پس تمام عالمین دراصل ایتھر سے بنے ہیں اور ایتھر کی مختلف حالتیں، ایتھر میں تغیر اور ارتعاش پزیری کا نتیجہ ہیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ تمام مخلوقات کا مادہ بشمول اربع عناصر کے دراصل ایتھر ہی کی مختلف حالتیں ہیں۔

یہاں تک یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ کائنات عناصر اربع سے بنی ہے اور عناصر اربع ہتھر یا ایشر سے معرض وجود میں آئے ہیں یعنی ایتھر ہی وہ مادہ ہے جس سے کائنات کی ہر شئی، نور کو چھوڑ کر، تمام تر عالمین میں خلق کی گئی ہے۔

✡ کائنات کی ہر شئی ایتھر کی بدلتی ہوئی کثافت اور ارتعاش پذیری کا نتیجہ ہے۔اللہ نے چاہا کہ کچھ خلق ہو تو ارادہ فرمایا اور ”کن“ بزبان علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہا تو ایتھر نے مشیت الٰہی کے عین مطابق اپنی ہیئت کو بدلا اور باری

باری عناصر اربع خلق ہو گئے۔اسکے بعد اللہ نے ان ہی عناصر اربع سے یہ ظاہری کائنات بنائی اور ایتھر سے عالم ارواح کو بنایا۔عالم ناسوت کا کچھ حصہ اربع عناصر سے اور کچھ ایتھر کی بنیادی اور کمتر قسم سے خلق کیا۔ایتھر کی اس ہی قسم سے اوراز کو بنایا گیا۔اسی ایتھر کے وسیلے سے عالم ارواح سے امر یعنی روح کو نباتات، جمادات، حیوانات، چرند پرند اور جن وانس پر اتارا گیا۔اللہ نے جب یہ سب کچھ خلق کر لیا تو ملائک اور چند نیک جنات کو اسی امر کی ترسیل پر معمور فرما دیا۔امر اللہ سے صاحب امر تک منتقل ہو کر ان ہی جنات اور ملائک کی مدد سے تمام تر عالمین اور ان میں موجود ہر شئی پر اسکے اوراز کی مدد سے اثر پذیر ہوتا ہے، عقلی اور جسمانی دونوں طریقوں سے۔جسمانی طور پر انکی ہیئت اور عقلی طور پر انکے طرز عمل کو معین کرتا ہے۔عقلی طور پر وہ امور جنکا تعلق بقاء انسانی کے لئے لازم ہو انسان کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں جبکہ وہ امور کے جنکا تعلق انسان کی نجات سے ہو اُس میں انسان کو اختیار حاصل ہے۔

✡ چرند پرند میں بھی وہ امور جو انکی جبلت حیوانی کی تسکین کا باعث ہوں، ان میں انکو اختیار رہے، جبکہ دیگر میں جبر ہے۔جنات کا معاملہ بھی انسانوں سے ملتا جلتا ہے۔جمادات اور نبادات کو ارادہ حاصل نہیں جبکہ ملائک امر الٰہی کے تابع ہیں ہر حالت میں۔

کسی عبارت کی مسلسل تکرار لاشعور کو مزکورہ عبارت کی روحانی یا شیطانی قوت سے متصل کر دیتی ہے۔تکرار کی تعداد کا تعین ہر انسان کی اپنی ذہنی صلاحیت اور ارتکازِ توجہ پر مبنی ہے، مجھے کسی بھی شئی کی روحانی قوت سے متصل ہونے کے لئے زیادہ سے زیادہ سو کی تعداد پوری کرنا پڑتی ہے۔

✡ علم جفر آثار میں حروف کی زکوۃ دراصل اسی اصول سے وابستہ ایک مشق ہے۔کسی بھی روحانی قوت تک پیغام رسانی کرنا لاشعور کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔لاشعور تک رسائی ارتکاز کے بغیر ممکن نہیں۔تکرار شعور کو تھکا کر بیزار کر دیتی ہے اور لاشعور شعور کی جگہ فعال ہو جاتا ہے۔

✡ کون ہے جو آپکو یہ باتیں بتائے گا۔یہ وہ رموز ہیں کہ جن پر چل کر آپ روحانیت کی دنیا میں بے حد کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔شرط یہ ہے کہ میری باتوں کو بغور پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

قرآن پاک میں شفاء کا مخفی پہلو

۞ بلکل ہے لیکن پھر بھی ہر مسلک کا مذہبی سکالر علاج کے لئے ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ کیوں؟ کیا اسکو یقین نہیں کہ قرآن میں ہر مرض کا علاج موجود ہے۔

۞ اسی طریق سے روحانی امراض کے علاج کے لئے بھی قرآن میں شفا بلکل موجود ہے لیکن جسمانی و روحانی امراض کے لئے جو علاج قران میں مرقوم ہے وہ مستور ہے اور صرف اھلبیت کے پاس ہی قرآن کا مکمل علم موجود ہے لہذا جسطرح جسمانی امراض کے علاج کے لئے ہماری مجبوری ہے کہ ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا بلکل ویسے ہی روحانی امراض کے لئے روحانی علوم پر دسترس رکھنے والے صاحب علم حضرات سے رجوع کرنا لازم ہے۔ ایک مذہبی سکالر کا کام نہیں کہ ان امور کی بابت اپنی ناقص رائے کو عوام میں مشہور کرتے بلکل ویسے جیسے ایک روحانی عالم کا یہ کام نہیں کہ شرعی مسائل کے حل کے لئے فتویٰ دیتا پھرے۔ جسکا کام اسی کے ساجھے کے مصداق اگر ہر کوئی ایمانداری سے اپنے اپنے فرائض کو سرانجام دے گا تو معاشرے سے برائی اور شر کا خاتمہ خود بخود ہو جائے گا وگرنہ پھر وہی بات ہوگی کہ مارو گھٹا اور پھوٹے آنکھ۔

حروف کے مؤکلات کیوں ہیں؟

یہ سوال اکثر میرے ذہن میں اُٹھتا تھا کہ آخر حروف تہجی مؤکل کیوں رکھتے ہیں، فرشتے خدا کی عبادات کے لئے ہیں تو وہ حروف سے متصل کیوں ہیں اور اگر یہ محافظ ہیں، تو حروف کو بھلا کوئی کیسے چُرا سکتا ہے؟

۞ لمبے عرصے کی تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کیونکہ حروف قوت رکھتے ہیں اور قوت ایک قسم کی دولت ہے جسکا غلط استعمال عین ممکن ہے لہذا اس قوت کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مؤکلین مقرر فرمائے ہیں تا کہ غیر مسلم حروف کی ان قوتوں سے فائدہ نا اُٹھا سکیں۔ یاد رہے کہ میں نے لفظ غیر مسلم استعمال کیا اہل یا نا اہل نہیں۔ ہر وہ شخص جو اللہ کو ایک مانتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو رسول اور قران کو کتاب الٰہی، مسلمان ہے۔ حروف کی ان قوتوں سے روحانی استمداد حاصل کرسکتا ہے، بشرطیکہ مشیت الٰہی شامل ہو، باقی دلوں کے حال اللہ بہتر جانتا ہے، مختصراً یہ مؤکلین حروف کی اس قوت کو مشرکین و منافقین کی پہنچ سے دور رکھتے ہیں اور تمام بدنیت افراد کو حروف کی

اس مقدس روحانیت کے غلط استعمال پر قرار واقعی سزا بحکم خداوندی دیتے ہیں۔

قطبی سیارہ

آج اتفاق سے ایک اردو ٹی وی چینل ٹیون کیا تو میزبان بڑے زوروشور اور وثوق کے ساتھ ایک واقعہ بیان فرمارہے تھے۔انکی لمبی چوڑی تمہید اور گفتگو کا لب لباب کچھ یوں تھا کہ انکے کسی دوست نے کسی پیر صاحب سے جنات کا علاج کروایا بقول ان صاحب کے پیر صاحب کے پاس ایک ہزار جنات کا لشکر تھا۔میزبان حضرت ایک دن ان پیر صاحب سے ملے اور جیب سے ایک لاکھ روپے نکال کر انکو چیلنج کیا کہ پیر صاحب اگر آپکے جنات ہیں تو انکو کہیں کہ صدر امریکہ کو تھپڑ لگا کر بیہوش کر دیں اور یہ ایک لاکھ نقد مجھ سے اسی وقت لے لیں۔ پیر کے پاس کوئی جواب نہ تھا جسکا نتیجہ میزبان صاحب نے یہ نکالا کہ پیر صاحب فراڈ ہیں۔

۞ اب وہ پیر صاحب فراڈ تھے یا نہیں، میں نہیں جانتا اور نہ ہی میرا مقصد ان کی وکالت کرنا ہے۔البتہ میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ بیشتر لوگوں کے ذہن میں اسطرح کے خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور وہ بغیر سوچے سمجھے حقائق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

۞ میں آج آپ سے ایک سوال کرتا ہوں، اگر آپ مسلمان ہیں تو شیطان کی موجودگی اور دائمی زندگی سے انکار کرنا آپکے لئے ناممکن ہوگا۔شیطان نا صرف ایک جن ہے۔بلکہ اس وقت دنیا میں موجود تمام شریر جنات کی نسبت سب سے زیادہ طاقتور جن ہے۔تاریخ انسانی میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک ماسوائے چند انبیاء کہ کسی نے بھی شیطان کو دیکھنے کا دعوی نہیں کیا۔شیطان جو کہ انسان کا کھلا دشمن ہے آج تک نا تو کسی کو نظر آیا اور نا ہی اسکے نادیدہ ہاتھوں، لاتوں یا گھونسوں سے کسی کی ٹھکائی ہوئی۔گو فیس بک یا یوٹیوب پر چند ایسی ویڈیوز موجود ہیں کہ جن میں لوگوں کو نادیدہ جنات کے ہاتھوں پٹتے دکھایا گیا ہے لیکن مجھے پورا یقین ہے کہ یہ ویڈیوز صرف اور صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب شیطان جیسا طاقتور جن ہم کو کھلی آنکھوں سے آج تک نظر نا آیا جبکہ ہر مسلمان کا یہ یقین ہے کہ یہ ہمہ وقت ہر انسان کو بہکانے اور ورغلانے میں مصروف رہتا ہے، تو پھر پیر صاحب سے اس بات کا

مطالبہ کرنا کہ وہ اپنے جنات کو کہیں کہ جا کر امریکی صدر کو دو تھپڑ رسید کریں، کہاں کا انصاف ہے؟ میں پہلے یہ بات متعدد بار بیان کر چکا ہوں کہ جنات لطیف اجسام رکھتے ہیں اور وہ اگر انسانی جسم کو چھو بھی سکتے ہیں تو اس لمس کو محسوس کرنا صرف خاص قسم کی دماغی کیفیت میں ہی ممکن ہے کیونکہ اس لمس کا تعلق انسان کے جسد خاکی کی بجائے جسم لطیف سے ہوتا ہے۔ اور جب تک انسانی دماغ کی فریکوینسی ایک خاص حد کو نا چھو لے جنات کو دیکھنا یا ان کے لمس کو محسوس کرنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔

۞ جو لوگوں کا یہ ماننا ہے کہ جنات مادی اشیاء کو متحرک کر سکتے ہیں انکو اسطرح کے سوالات کے لئے تیار رہنا چاہیے، اگر اس بات کو سچ مان لیا جائے تو آج کے دور میں لوگوں کی اکثریت نا صرف شیطان کو پبلک مقامات پر دیکھ چکی ہوتی بلکہ اس سے بُری طرح پٹ بھی چکی ہوتی۔ کیونکہ شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کا سب سے زیادہ طاقتور جن بھی ہے۔

۞ جنات کو سمجھنے کے لئے جان لیوا مہلک بیماریوں کے جراثیموں کو سمجھیں یہ جراثیم جو کھلی آنکھ سے دیکھنا ناممکن ہے انسان کو چند ماہ میں موت کے گھاٹ اتارنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ جیسے کینسر، ایڈز، وغیرہ۔ اب کوئی یہ کہے کہ کینسر کا جراثیم جائے اور فلاں کو دو تھپڑ رسید کرے تو میں مانوں۔

۞ بائیوکیمیکل ہتھیار جو دراصل اسی طرح کے خطرناک جراثیموں پر مشتمل ہوتے ہیں ایٹم بم سے بھی زیادہ مہلک ہیں اور پل بھر میں ہزاروں جانیں لے سکتے ہیں وہ بھی کسی شخص کو مکے اور لاتیں نہیں مار سکتے۔ جنات مشابہ ہیں ان ہی جراثیم کے جو لطیف اجسام رکھتے ہیں اور انسان کو مختلف جسمانی اور روحانی بیماریوں میں مبتلا کر سکتے ہیں لیکن کسی کے تھپڑ رسید نہیں کر سکتے۔

آسٹرل باڈی / روحانی جسم / اور راز

۞ انسان کب بیمار ہوتا ہے؟ جب کسی بیماری کا جراثیم اس پر حملہ کرتا ہے۔ انسانی جسم کا مدافعاتی نظام اگر کمزور ہو تو جسم بیمار پڑ جاتا ہے۔ جسم میں سے بیماری کو دور کرنے کے لئے اینٹی بائیٹک ادویات کا استعمال کرنا پڑتا ہے جو بُرے جراثیم کے ساتھ اچھے جراثیم کا بھی خاتمہ کر دیتی ہیں جس سے انسان کا مدافعاتی نظام مزید خراب ہو

جاتا ہے۔اور مزید بیماریاں حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ادویات اور ڈاکٹرز کے لمبے لمبے بِل بھرتے بھرتے انسان قبر میں جا پہنچتا ہے۔اب اگر آپ بیماری سے بچنا چاہتے ہیں تو اسکی دو بہترین صورتیں ہیں۔

نمبر ایک یہ کہ اپنے ماحول کو جراثیم سے پاک رکھیں۔

نمبر دو کہ اپنے مدافعاتی نظام کو بہتر خوراک اور ورزش سے مضبوط بنائیں۔نتیجتاً جراثیم پہلے تو اپ تک پہنچے گا ہی نہیں کیونکہ ماحول صاف ستھرا ہو گا اور بالفرض محال پہنچ بھی گیا تو جسم کے مدافعاتی نظام سے ٹکرا کر فنا ہو جائے گا۔

آپ سوچ رہے ہونگے کہ روحانیت پر مضامین لکھنے والا یہ شخص اچانک ڈاکٹر کیسے بن گیا۔تو یہ تمہید تھی اور میرا مقصد آپکو کچھ سمجھانا تھا۔

۞ تو بات یہ ہے کہ قدرت نے جیسے انسان کو جسمانی بیماریوں سے بچانے کے واسطے ایک مدافعاتی نظام رکھا ہے بالکل اسی طرح اسے دیگر روحانی آفات سے بچانے کے لئے بھی ایک مدافعاتی نظام رکھا ہے جسے اوراز کے نام سے جانا جاتا ہے۔ان روحانی آفات میں نحوست سیارگان، سحر، جادو، نظر بد، آسیب، خبیث ارواح وغیرہ شامل ہیں۔جب انسان کا اوراز کمزور ہوتا ہے تو یہ آفات انسان کے جسم وروح اور تقدیر کو اپنی گرفت میں لے کر برباد کر دیتی ہیں۔پھر انسان کبھی نجومیوں کے پاس کبھی عاملوں کے پاس بھاگتا نظر آتا ہے نجومی کہتا ہے فلاں سیارہ تمھاری کنڈلی میں نحس بیٹھا ہے تو یہ پتھر پہنو عامل کہتا ہے کہ جادو کا اثر ہے یہ تعویز یا لوح پہنو۔پھر ان میں کونسا عامل سچا اور کونسا فراڈ، اللہ ہی بہتر جانے۔میں یہ کہتا ہوں کہ انسان اس گورکھ دھندے میں پڑنے کی بجائے اور در در عاملوں اور نجومیوں کی چوکھٹ کھٹکانے کی بجائے اگر قدرت کے بنائے ہوئے اس حفاظتی حصار کو مضبوط کر لے تو نا تو کسی سیارے کی نحوست اسکا کچھ بگاڑ سکتی ہے اور نا ہی کسی کی نظر نا جادو آسانی سے اس پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔آپ اپنے اوراز کو مضبوط کریں۔اور اپنے گھر کو منفی قوتوں سے پاک رکھیں تو کوئی طاقت آپکو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

جادو کی حقیقت

۞ سحر، جادو ٹونا، عملیات وسفلی وعلوی یا جنتر منتر، سب دماغی قوتوں کا نام ہے۔کسی عمل کی کامیابی کا تمام تر دارومدار عامل یا ساحر کی قوتِ ارادی، ارتکاز توجہ، اوراز کی مضبوطی اور روحانی قوتوں کو اپنے اندر جذب کر کے کسی

خاص سمت میں روانہ کرنے کی اہلیت پر ہوتا ہے۔عملیات خواہ کسی بھی قسم کے ہوں، عامل جب تک ان ماورائی روحانی قوتوں کو محسوس کرنے، ان میں امتیاز برتنے اور انکی ارادتاً منتقلی پر ملکہ حاصل نہیں کر لیتا، کسی بھی عمل میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔

✿ اپنے اندر ان صلاحیتوں کو پیدا کرنا کسی 21 یا 40 دن کے چلے کی مدد سے ناممکن ہے ان علوم کی بابت درست اور مکمل جانکاری نہ حاصل کر لی جائے اس وقت تک کسی بھی قسم کی ریاضت انسان کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان سے دو چار کرسکتی ہے۔علم کا حصول اور پھر ایک خاص طرزِ زندگی کو اپنا کر ہی انسان اپنے اندر ماورائی قوتوں کو بیدار کرسکتا ہے۔ وگرنہ ذہنی کوفت کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

سیلف کانفیڈینس ایک شعور

✿ میں جب پیدا ہوا تو میرے ماں باپ نے میرا نام غلام نبی رکھا۔بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میرے جسم کا نام غلام ہی رکھا کیونکہ انسان کی اصل روح ہے جو اسکی پیدائش سے پہلے بھی موجود تھی اور خدا جانے کہ اسکا نام کیا تھا اور کوئی نام تھا بھی یا نہیں۔لہذا یہ بات طے ہے کہ میرا جسم اسکا جو بھی نام ہو میں نہیں ہوں۔ پھر جب میں بڑا ہوا اور اپنی ذاتی حیثیت سے آگاہ ہو کر سمجھنے بوجھنے کے قابل ہوا تو میری انا نے جنم لیا۔لیکن میں انا بھی نہیں ہوں کیونکہ انا کے پیدا ہونے سے پہلے بھی میں تھا۔اس لئے جب کوئی میرے جسم یا انا کو تکلیف یا ٹھیس پہنچاتا ہے تو وہ دراصل غلام نبی کی انا کو یا جسم کو زک پہنچاتا ہے کیونکہ میں غلام نبی کے پیدا ہونے سے پہلے بھی تھا۔جب مجھے بھوک لگتی ہے تو وہ دراصل مجھے نہیں بلکہ میرے جسم کو بھوک لگتی ہے کوئی مجھے نفسیاتی یا جذباتی تکلیف پہنچاتا ہے تو وہ مجھ پر نہیں میری انا پر گراں گذرتا ہے۔اگر میں خود کو انا سمجھوں گا تو برا مناؤں گا وگرنہ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ غلام نبی کو کوئی کیا سمجھتا ہے یا کیا کہتا ہے کیونکہ میں غلام نبی ہوں ہی نہیں۔

روحانی علوم کے فوائد

✿ انسان جسم، عقل، نفس اور روح کا مرکب ہے، کیونکہ روح ہر کسی میں ہے لہذا ہر کوئی روحانی قوت کو حاصل کرسکتا ہے۔روحانی قوتوں کے حصول سے انسان نا صرف اپنی زندگی میں کھڑی ہونے والی بیشتر رکاوٹوں کو

دور کرسکتا ہے بلکہ ان ہی رکاوٹوں کو ترقی کے مواقعوں میں تبدیل کرسکتا ہے۔

خوف، عدم تحفظ اور احساس کمتری کو لے کر انسان ساری زندگی دوسروں کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرسکتا ہے یا پھر روحانی قوت کی مدد سے ان تمام منفی احساسات کو مثبت طرز عمل اور طرز فکر سے تبدیل کرسکتا ہے۔

علم ایک طرح کی طاقت ہے جبکہ روحانی علوم طاقت کی انتہا ہیں۔ روحانی قوت کے حصول سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔

۱۔ روحانی علوم انسان کے شعور کو وسعت دیتے ہیں اور اس دنیا میں انسان کی ایک طاقتور اور زندگی سے بھرپور خلقت کی تصدیق کرتے ہیں۔

۲۔ روحانی علوم انسان کے جسم، عقل اور روح کے درمیان ایک توازن قائم کرتے ہیں۔

۳۔ انکی مدد سے انسان کی معاشرتی اور معاشی زندگی پر بہت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

۴۔ روحانی علوم نا صرف مساوی کائناتوں کی بابت انسان کو معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ انسان کو انکے موافق بھی بناتے ہیں۔

۵۔ یہ انسان میں ایسی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہیں کہ جو جملہ مقاصد کے حصول کے لئے کلیدی حیثیت کی حامل ہوتی ہیں۔

۶) یہ علوم انسان کو اس بات کا ادراک دیتے ہیں کہ انسان کی روحانی ترقی کی کوئی انتہا نہیں ہے اور یہ عمر بھر جاری رہنے والا سفر ہے۔

۷۔ روحانی علوم کے حصول سے انسان کو ان تمام سوالات کا جواب مل جاتا ہے کہ جو ایک عام انسان کے لئے دیومالائی کھانیوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

کائنات کی مخفی حقیقت وراز

تمام کائنات مادے سے بنی ہے اور مادہ ایٹم کے ذرات پر مشتمل ہے، ایٹم دراصل معلومات کے اندراج کا ایک وسیلہ ہے، الیکٹران، پروٹان اور نیوٹران کی تعداد اور ترکیب مختلف اشیاء کے ایٹمز کو ایک دوسرے

سے ممتاز کرتی ہیں۔ ایٹم جب انسانی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے تو توانائی کی ایک لہر ہوتا ہے لیکن جیسے ہی انسانی نگاہ کا مرکز بنتا ہے ایک ذرے کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے۔ کیونکہ روشنی کے ذرات یعنی فوٹانز جب ایٹم سے ٹکرا کر ہماری نظروں تک پہنچتے ہیں تو ایٹم کے اندر موجود ان معلومات کو ہمارے دماغ کی سکرین پر الیکٹرک سگنلز کی صورت میں نشر کرتے ہیں۔ فوٹانز کے جن میں یہ تمام معلومات ریکارڈ ہوتی ہے، اگر کسی بھی دماغ میں موصول نا ہوں تو توانائی کی ایک لہر کی صورت میں ہمیشہ سفر کرتی رہتے ہیں۔

✿ یہی حال انسان کے دیگر ظاہری حواس کا ہے۔ حرارت، روشنی اور ہوا وغیرہ کائنات میں موجود مختلف اجسام سے جو معلومات موصول کرتے ہیں جب تک انسان کے دماغ میں الیکٹرک سگنلز کی صورت میں نشر نا کر دیں، ان تمام اجسام کو ٹھوس اور حقیقی وجود کے طور پر پیش نہیں کرسکتے۔

✿ انسانی دماغ دراصل ایک ایسے سی ڈی پلیئر کیطرح ہے جو اس کائنات کو سی ڈی میں ریکارڈ ایک پروگرام یا فلم کیطرح پڑھ رہا ہے۔ انسان کائنات کے جس بھی جز کیطرف اپنی توجہ مبذول کرتا ہے، وہ فوراً ایک ٹھوس حقیقت بن کر اسکے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے۔ وقت اور زمانے کا تعین بھی انسانی توجہ کا اس سی ڈی میں کسی خاص مقام پر موجود ہونے سے ہوتا ہے۔

چاند کی منزلوں کے راز

✿ منازل قمری کی بابت آپ میں سے اکثر احباب نے بہت مرتبہ سنا ہوگا پر یہ ہیں کیا؟ آسمان پر چمکنے والے لاتعداد سیاروں اور ستاروں کو جب انسان نے ماضی بعید میں بغور دیکھنا شروع کیا تو اسکو احساس ہوا کے ان میں سے کچھ متحرک ہیں جبکہ کچھ ساکن، یہ ستارے جو ہماری کائنات سے ہزاروں لاکھوں نوری سال کے فاصلے پر موجود ہیں ساکن ستارے کہلاتے ہیں حالانکہ یہ سب متحرک ہیں لیکن زمین سے بے انتہا دوری کے سبب انکی حرکت کو محسوس نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ستارے آپس میں مل کر کچھ اشکال بناتے ہیں جنکو نجوم کی زبان میں بروج کا نام دیا جاتا ہے، اور انکا تعلق شمس سے ہے، یعنی یہ شمسی بروج کہلاتے ہیں۔ زمین کیونکہ شمس کے گرد ایک مدار میں اپنا سفر 365 دنوں میں مکمل کرتی ہے لہذا ہم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شمس ان بارہ بروج میں سفر کررہا ہے۔

۞ کیونکہ چاند سورج کی نسبت ہماری زمین سے بہت قریب ہے اور زمین کے گرد ایک مدار میں اپنے سفر کو کم و بیش 29 دنوں میں طے کرتا ہے لہذا ہم کو زمین پر بیٹھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چاند مختلف بروج میں سفر کر رہا ہے، اور اسی کو منازل قمری کے نام سے جانا جاتا ہے۔

۞ سمجھنے والی بات یہ ہے کہ الیکٹرو میگنیٹک یا اسٹرال ویوز جو حیات انسانی پر مختلف طریقوں سے اثر انداز ہوتی ہیں اور یہ طے کرتی ہیں کہ زمین میں بویا گیا بیج کیا پھل دے گا، اُن ساکن سیاروں سے آتی محسوس ہوتی ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ان سے بھی بالا کسی جگہ سے نازل ہوتی ہیں جسکو ہم عالم ملکوت کے نام سے جانتے ہیں۔

۞ جب یہ ویوز عالم ملکوت سے عالم ناسوت میں دخول کرتی ہیں تو ان ہی بروج سے ہوتی ہوئی سیاروں سے ٹکراتی ہیں، یہ سیارے ان ویوز کو میگنیفائی کر کے چاند تک منتقل کرتے ہیں اور چاند ان ویوز کو ایک مرتبہ پھر باقوت کر کے زمین پر بسنے والی ہر مخلوق کے جسم، نفس اور روح پر وارد کرتا ہے کہ جس سے کارخانہ حیات چلتا رہتا ہے، عین مشیت الہی کے تحت۔

۞ سحر اور طلسم میں آسمان سے برسنے والی ان ہی ویوز کو استعمال کر کے انسان دوسرے انسانوں کو یا تو فائدہ پہنچاتا ہے یا نقصان۔

علم نجوم کا انسانی زندگی پر اثر

۞ تو جان لو کے جب انسان پیدا ہوتا ہے تو آسمان پر موجود سیاروں کی پوزیشن اسکے جسم لطیف اور لطائف پر اپنا اثر چھوڑ دیتی ہے کیونکہ ہر لطیفہ ایک سیارے سے منسوب ہے پس ہر چکرا اس سیارے کی تصویر اپنے اندر اتار لیتا ہے اور بعد از پیدائش چونکہ آسمان پر سیاروں نے ہمیشہ متحرک رہنا ہوتا ہے تو جب انکی نظرات جسم لطیف میں مرقوم ان سیاروں سے جیسے جیسے بنتی ہیں ویسے ویسے انسان اُن سے متاثر ہوتا ہے۔

اگر سیاروں کے اچھے بُرے اثرات سے نکلنا ہو تو چکرا زکوری پروگرام کر کے سیاروں کی بُری نظرات سے بچا جا سکتا ہے۔

طلسم اور جادو میں کیا فرق ہے؟

۞ علمی نقطہ نظر سے اگر معین سے مدد لے کر عالم عنصری میں تصرف کیا جائے تو اسے طلسم کہتے ہیں۔

۞ مطلب یہ ہوا کہ ان قوانین قدرت کو سمجھ کر کہ جو اس ساری کائنات بشمول تمام تر عالمین کو چلانے کے ذمہ دار ہیں، عالم عنصری پر کہ جو عالم ناسوت سے قریب تر بھی ہے اور اس پر موثر بھی، پر ارادتاً تصرف کیا جائے تو اسکو طلسم کہتے ہیں۔

۞ اور اگر بغیر معین عالم عنصری پر مافوق العادت کوئی اثر ڈالا جائے تو اسے سحر یا جادو کہتے ہیں۔

۞ یعنی قوانین قدرت کو سمجھے بغیر کسی اور طاغوتی قوت کی مدد سے عالم عنصری پر اگر کسی بھی قسم کا تصرف، خواہ مقصد نیک ہی کیوں نا ہو، کیا جائے تو وہ سحر ہے اور صریحاً حرام ہے۔

۞ مطلب یہ ہوا کہ ایتھر میں تغیر اگر اللہ کے بنائے ہوئے قوانین اور ملائک کی مدد سے کیا جائے تو طلسم ہے وگرنہ سحر۔

۞ اجسام کی صورت نوعیہ کا بدلنا یا نفوس انسانی میں اثر ڈالنا دو طرح سے ممکن ہے ایک قوت نفسیانہ سے اور دوسری قوت علمیہ سے۔

۞ قوت نفسانی سے کام لینا از قبیل سحر ہے اور قوت علمیہ سے کام لینا طلسم۔"

۞ یعنی عالم عنصری میں تغیر یا انسانی سوچ اور طرز عمل پر اثر انداز ہونا قوانین قدرت اور ملائک یا ہمزاد کی مدد سے ممکن ہے۔ قوانین قدرت اور ملائک کی مدد سے عالم عنصری میں تغیر پزیری یا نفوس انسانی میں تبدیلی طلسم اور ہمزاد یا کسی اور طاغوتی قوت کی مدد سے چھیڑ چھاڑ سحر کہلاتا ہے۔

۞ نقوش و آیات کو موثر کرنے کے لئے ایک طریق حسابی ہے اور یہ وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جن میں روحانی قوت کا فقدان ہوتا ہے، جبکہ دوسرا طریق علوی ہے جو وقت یا مزاج افلاک کا محتاج نہیں ہوتا۔